جلد ۱۰ | نبوت ۱۳۴۸ ہش | شمارہ ۱۱

نومبر ۱۹۶۹ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت چھ روپے
دیگر ممالک تیرہ شلنگ

فی پرچہ ساٹھ پیسے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

نبوت ۱۳۴۸ھش

(نومبر ۱۹۶۹ء)

(ایڈیٹر)

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ:- چھ روپے ☆ فی پرچہ:- ساٹھ پیسے

فہرستِ مضامین

(پبلشر:۔ چوہدری محمد ابراہیم ؛ مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ ؛ مقامِ اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی۔ ربوہ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شمارہ ۱۱	ماہنامہ انصار اللہ ربوہ	جلد

نبوّت ۱۳۴۸ھش

(نومبر ۱۹۶۹ء)

انصار اللہ کا انتہائی مقدّس و بابرکت چودھواں سالانہ اجتماع

تائید و نصرتِ الٰہی اور نزولِ رحمتِ باری کا پُرکیف نظارہ!

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بار بار یہ بشارت دی بلکہ کوئی دن ایسا نہیں چڑھتا تھا کہ آپؑ کو یہ بشارت نہ ملتی ہو کہ ہم تیری مدد کریں گے، ہماری نصرت ہر آن اور ہر لحظہ تیرے ساتھ رہے گی۔ چنانچہ ۲۲ مارچ ۱۹۰۴ء کو آپؑ نے اپنے اصحاب کو ایمان و یقین سے مالا مال کرنے والے پُرمعارف ملفوظات اور نہایت درجہ رُوح پرور ارشادات سے نوازنے کے دوران بعض مقدمات کا بھی ذکر فرمایا۔ ان مقدمات پر کسی قسم کی گھبراہٹ یا پریشانی کا سوال ہی پیدا نہ ہو سکتا تھا۔ آپؑ نے خدائی تائید و نصرت کے بارہ میں پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط اور محکم ایمان و یقین کا نہایت مہتم بالشان اظہار کرتے ہوئے فرمایا:-

"سوائے پروردگار کے اور کس کی ذات ہے کہ اس پر بھروسہ کیا جا سکے۔ زمین پر کیسے ہی آثار نظر آویں مگر بار بار جو حکم آسمان سے آتا ہے کہ تَرَی نَصْرًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ وہ آخر ہو کر رہے گا۔" (ملفوظات جلد ششم صفحہ ۳۶۲)

خدائی وعدوں کے بموجب اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہر آن اور ہر لمحہ آپؑ کے شاملِ حال رہی اور آپؑ ہر لحاظ سے کامیاب اور مظفر و منصور ہوتے ہوئے اسلام کی سربلندی اور غلبہ کے لئے آگے ہی آگے

قدم بڑھاتے چلے گئے ۔ آپؑ اللہ تعالیٰ کی ایک مجسّم قدرت تھے ۔ آپؑ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا دُنیا کو مبہوت کر دینے والا ثبوت دیتا چلا گیا۔ آپؑ کے وصال کے بعد بھی قدرتِ ثانیہ یعنی نظامِ خلافت کی وساطت سے اللہ تعالیٰ آپؑ کی قائم کردہ جماعت کو قدم قدم پر اپنی تائید و نصرت سے نوازکر اپنی قدرت کا ثبوت دیتا چلا آرہا ہے ۔ چنانچہ جماعتِ احمدیہ پر کوئی دن ایسا نہیں چڑھتا کہ خدا تعالیٰ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ کا پُر کیف نظارہ ہمیں نہ دکھاتا ہو اور ہمیں ایک نئے ایمان اور نئے یقین کی لازوال دولت سے مالا مال نہ فرماتا ہو۔ ہم اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے نتیجہ میں اُس کی تائید و نصرت کو بارش کی طرح برستا دیکھتے چلے آرہے ہیں۔

اِس کا تازہ ترین ثبوت لجنہ اماءاللہ، ناصرات الاحمدیہ ، خدام الاحمدیہ ، اطفال الاحمدیہ اور انصار اللہ کے وہ سالانہ اجتماعات ہیں جو گزشتہ مہینہ کے اواخر میں منعقد ہوئے اور اِس شان سے منعقد ہوئے کہ پہلے سے قائم شدہ روایت کے بموجب اپنی کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے سابقہ اجتماعوں پر سبقت لے گئے ۔ ذیل میں ہم انصار اللہ کے چودھویں سالانہ اجتماع (منعقدہ ۲۴، ۲۵، ۲۶/ اخاء ۱۳۴۸ ہش مطابق ۲۴، ۲۵، ۲۶/ اکتوبر ۱۹۶۹ء) کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور اس کے بارش کی طرح برسنے والے افضال و انعامات کا تحدیثِ نعمت کے رنگ میں کچھ تذکرہ کرتے ہیں تاکہ ہم سال بہ سال خدائی وعدوں کی تکمیل اور اس کی پہلے سے دی ہوئی بشارتوں کے پورا ہوتے اور ہوتے چلے آنے پر لَئِنْ شَکَرْتُمْ کے تحت اُس کا شکر بجا لائیں اور محض اُس کے فضل کے نتیجہ میں لَاَزِیْدَنَّکُمْ کے مصداق بنیں اور ہمیشہ ہی بنتے چلے جائیں ۔ انشاء اللہ العزیز وباللہ التوفیق۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ امسال بھی انصار اللہ کا اجتماع غیر معمولی تائید و نصرتِ الٰہی کا مورد ثابت ہو کر اپنے مقصد کے اعتبار سے نہایت درجہ کامیاب ثابت ہوا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور اس کی تائید و نصرت پر بھروسہ کرتے ہوئے گزشتہ شمارہ میں اجتماع کی کامیابی کے متعلق جن توقعات کا اظہار کیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوری ہوئیں اور ہوئیں بھی بڑی شان کے ساتھ۔ ہم نے اجتماع کے انعقاد سے قبل گزشتہ شمارہ کے مقالۂ افتتاحیہ میں لکھا تھا :۔

"ہم یقین رکھتے ہیں اور ہمارے اِس یقین پر سالہا سال کا تجربہ شاہد ہے کہ پاکستان کے طول و عرض میں بود و باش رکھنے والے انصار آج کل گن گن کر دِن

گزار رہے ہوں گے کہ کب اجتماع کے مقررہ ایام آئیں اور وہ اُڑ کر اپنے مرکز میں پہنچیں اور اِس طرح تُسَوَّادُ عُھُنَّ یَأتِیْنَكَ سَعْیًا کا پُر کیف نظارہ ایک دفعہ پھر نئی شان کے ساتھ دُنیا کی آنکھوں کے سامنے آجائے۔ جب ماہنامہ "انصار اللہ" کا یہ شمارہ قارئین کے ہاتھوں میں پہنچے گا اُس وقت تک یقیناً سال بہ سال شمولیت کی سعادت سے بہرہ ور ہونے والے خوش نصیب، انصار مرکز کی طرف دیوانہ وار پرواز کرنے کی تیاریاں مکمل کر چکے ہوں گے اور بس روانگی کے لئے پَر تول رہے ہوں گے۔ انہیں کسی تحریک حتیٰ کہ یاد دہانی کی بھی ضرورت نہیں۔"

(ماہنامہ انصار اللہ بابت اخاء ۱۳۴۸ ہش)

ہمارے خدائے ذوالمنن اور ذوالمجد والعطاء نے ہماری یہ توقع محض اپنے فضل سے پُوری کر دکھائی۔ ابراہیم ثانی کے سدھائے ہوئے پرندے آئے اور دَوڑتے ہوئے آئے بلکہ دیوانہ وار دَوڑے چلے آئے حتیٰ کہ فی الواقعہ یَأتِیْنَكَ سَعْیًا کا پُر کیف نظارہ پہلے سے بڑھ کر شان کے ساتھ ایک دفعہ پھر دُنیا کے سامنے آگیا۔ اس کا اندازہ شرکت کرنے والی مجالس، ان کے نمائندگان، ارکین اور زائرین کی تعداد سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔ امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۲۵۶ مجالس انصار اللہ کے ۷۴۰ نمائندگان، ۱۵۸۰ ارکین اور ۲۰۶۰ زائرین نے شرکت کی۔ اِس طرح مجموعی طور پر ۴۳۸۰ احباب امسال اِس مقدس اجتماع کی عظیم الشان برکات سے مستفیض ہوئے۔ نہ صرف یہ مجموعی تعداد بلکہ مجالس، نمائندگان، ارکین اور زائرین کی علیحدہ علیحدہ تعداد بھی گزشتہ سال کی نسبت زیادہ ہے۔ شرکت کرنے والوں کی تعداد سال بہ سال زیادہ ہی ہوتی چلی آرہی ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ خود اللہ تعالیٰ نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ فرمایا ہے کہ:۔

"مَیں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور اُن کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا۔" (اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء)

ہمارا یہ اجتماع بھی بفضل اللہ تعالیٰ اِس امر کو آشکار کرنے کا موجب بنا کہ خدائی وعدوں کے بموجب مسیح پاک علیہ السلام کے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بڑھ رہا ہے اور اس لئے بڑھ رہا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کے نفوس و اموال میں برکت ڈالتا اور ان میں کثرت بخشتا چلا آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فضل پر ہم کیوں نہ اس کا شکر ادا کریں اور اس کی حمد کے گیت کیوں نہ گائیں۔ اللہ تعالیٰ کے افضال و انعامات کے پیہم نزول کو دیکھ کر ہماری زبانوں پر بار بار یہ شعر آتا ہے :۔

وَاٰخِرُ كَلِمِنَا حَمْدٌ وَّشُكْرٌ ۞ لِرَبٍّ مُحْسِنٍ ذِی الْاِمْتِنَانِ

پھر اپنے للّٰہی اور مقدس و بابرکت اجتماع کی عظیم الشان برکات اور اس کی انقلاب انگیز تاثیرات کے طفیل حاصل ہونے والی نئی روحانی حیات کا ذکر کرتے ہوئے ہم نے لکھا تھا:-

"مجالسِ انصاراللہ کے وہ ہزاروں ہزار اراکین جو سال بہ سال والہانہ انداز میں مرکز کی آواز پر لبیّک کہتے ہوئے مرکز میں آ جمع ہوتے اور اس للّٰہی اور مقدس و بابرکت اجتماع میں شمولیت کی سعادت حاصل کرتے ہیں حق الیقین کا درجہ رکھنے والے تجربہ کی بناء پر جانتے ہیں کہ ہمارا یہ اجتماع انابت الی اللہ کی مخصوص روایات کے ساتھ خالص رُوحانی ماحول میں منعقد ہوتا ہے جس کی پاک اور انقلاب انگیز تاثیرات کو ہر شخص اپنے اندر محسوس کرتا اور ایک نئے یقین، نئے ایمان اور خدمتِ دین کے نئے عزائم سے مالامال ہو کر اپنے گھر واپس لوٹتا ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو جبکہ شرکت کرنے والے انصار کو اپنے جان و دل سے عزیز آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے رُوح پرور، وجد آفریں اور ولولہ انگیز خطابات اور ان خطابات میں بیش قیمت ارشادات، زرّیں نصائح اور انمول ہدایات سے فیضیاب ہونے کے بے حساب مواقع میسّر آتے ہیں، انہیں علوم و معارف سے اپنی جھولیاں بھرنے، نئی بصیرت سے ہمکنار ہونے اور خدمتِ دین کے سلسلہ میں اپنی نئی ذمہ داریوں سے آگاہ ہو کر انہیں کماحقہٗ ادا کرنے کے نئے حوصلوں، نئے عزائم اور نئی قوت و توانائی سے بہرہ یاب ہونے کی سعادت میسّر آتی ہے۔ پھر قرآن مجید، احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُرمعارف درسوں کے علاوہ مختلف علمی اور تربیتی موضوعات پر علماءِ سلسلہ کی سلسلہ وار تقاریر اس پر مستزاد ہوتی ہیں۔ اسی طرح اجتماع کے ایام میں لحظہ بہ لحظہ نہایت درجہ لذیذ اور فرحت بخش روحانی غذا انہیں ملتی چلی جاتی ہے جو اُن میں زندگی کی ایک نئی رُوح پھونک کر اُن کے لئے سیری اور سیرابی کا باعث ثابت ہوئے بغیر نہیں رہتی۔"

(ماہنامہ انصاراللہ بابت اخاء ۱۳۴۸ ہش)

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ہمارے قادر و عزیز ارحم الراحمین صادق الوعد خدا نے محض اپنے فضل سے ہمارے چودھویں سالانہ اجتماع کو بھی اپنی عظیم الشان برکتوں، رحمتوں اور فضلوں سے نوازا اور اس غیر معمولی رنگ میں نوازا کہ یہ سب باتیں پہلے سے بھی بڑھ کر شان کے ساتھ پُوری ہوئیں اور ہمارے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب بنیں۔ سیدنا

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے افتتاحی اور اختتامی خطابات اس درجہ رُوح پرور، وجد آفریں اور ولولہ انگیز تھے کہ ہزاروں ہزار سامعین اُن کی انقلاب انگیز تاثیر کے ماتحت فرطِ مسرّت سے جھوم اُٹھے۔ حضور ایدہ اللہ نے امسال افتتاحی و اختتامی ہر دو خطابات میں وجہِ تخلیقِ کائنات، فخرِ موجودات، فخرِ اوّلین و آخرین، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی ارفع و اعلیٰ مقام، آنحضورؐ کی انسانی فہم و ادراک سے بالا شان اور آنحضورؐ کی سیرۃ طیبہ اور اُسوۂ حسنہ پر اس قدر مسحور کُن انداز میں روشنی ڈالی اور احباب کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ مبارک کی اتباع کرنے اور اتباعِ رسول مقبولؐ کے بے انداز فیوض و برکات سے بہرہ ور ہونے کی تلقین کرتے ہوئے انہیں اُن کی نہایت درجہ اہم اور عظیم ذمہ داریوں کی طرف ایسے اچھوتے انداز میں توجہ دلائی کہ ان پہ وجد کی کیفیت طاری ہوئے بغیر نہ رہی اور ان کے گداز دل اشاعتِ پیغامِ خیر الانامؐ اور خدمت گذاریٔ دینِ اسلام کے نئے عزائم نئے حوصلوں اور نئے ارادوں سے ہمکنار ہو کر جذبۂ فدائیت کے ماتحت دینِ حنیف کی سربلندی کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دینے پر آمادہ نظر آنے لگے۔

افتتاحی خطاب میں تو حضور ایدہ اللہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ کے تین انتہائی تابناک پہلوؤں کو بالتفصیل واضح فرما کر یہ امر ذہن نشین کرایا کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نوعِ انسان کی خدمت کرنے اور اُن کے ساتھ احسان، ہمدردی اور شفقت کا سلوک روا رکھنے اور ان کے ساتھ دوستی نبھانے کے عدیم النظیر نمونے اپنی زندگی میں دکھائے ہمارا فرض ہے کہ ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے اپنے اپنے دائرۂ کار اور دائرۂ رسوخ میں اپنی اپنی استعداد اور استطاعت کے مطابق نوعِ انسان کی خدمت کرنے، لوگوں کے ساتھ احسان ہمدردی اور شفقت کا سلوک روا رکھنے اور ان کے ساتھ دوستی کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں اور اس طرح یُحْبِبْکُمُ اللّٰہ کے مصداق بنیں۔ اختتامی خطاب میں حضور ایدہ اللہ نے اس امر کو تفصیل سے بیان فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفاتِ الٰہیہ کے مظہرِ اتم ہیں۔ اس ضمن میں حضور نے سورۂ فاتحہ میں بیان کردہ اللہ تعالیٰ کی چار اُمہات الصفات ربّ، رحمٰن، رحیم، مالکِ یوم الدین اور اُن کے عملی تقاضوں پر روشنی ڈال کر بڑے ہی رُوح پرور اور مسحور کن انداز میں واضح فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یہ چاروں صفات کس شان سے جلوہ گر ہوئیں اور آنحضورؐ کے وجودِ باجود میں اِن صفات کے نہایت مہتم بالشان جلووں کے

نماز فجر ادا کرنے کے معاً بعد منعقد ہوئیں۔ ۲۵ اخاء کی مجلس میں جب متعدد علماءِ سلسلہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃِ طیبہ پر آنحضورؐ کے مصلح ہونے کی حیثیت میں، مشفق ہونے کی حیثیت میں، عبدِ کامل ہونے کی حیثیت میں، خاتم النبیین ہونے کی حیثیت میں اور محبوبِ خدا ہونے کی حیثیت میں سلسلہ وار تقاریر کیں تو سامعین پر جن کے دل نماز تہجد کے دوران اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری کی وجہ سے پہلے ہی گداز حالت میں تھے عجب وجد کی سی کیفیت طاری ہوئی عشقِ رسولؐ کی گرمی سے ان کے دل پگھل پگھل گئے اور وہ ہمہ تن گوش ہو کر سیرۃِ طیبہ کے اِن اذکارِ مقدس کو سُننے میں ایسے محو ہوئے کہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ اِس عالَم میں نہیں ہیں بلکہ کسی اَور عالَم میں پہنچے ہوئے ہیں۔ بعض احباب کی آنکھیں بار بار نمناک ہو جاتی تھیں اور زیرِ لب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجنے میں تو سارے ہی مصروف تھے۔ ایک عجیب پُر کیف سماں تھا۔ ایک طرف جذباتِ عشق و محبّت الفاظ کا جامہ پہن کر زبانوں سے پھُوٹ پھُوٹ کر نکل رہے تھے اور دوسری طرف زبانوں پر مُہرِ سکوت کے باوجود دلوں میں اُمڈ آنے والے جذباتِ عشق کو زبانِ حال آشکارا کئے دے رہی تھی۔ جب یہ پُر کیف مجلس برخاست ہوئی تو ایک بزرگ نے جو جھنگ کے رہنے والے ہیں بے اختیار ایک دوست کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ دل سے دعائیں نکلتی ہیں سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے جنہوں نے مجلس انصار اللہ قائم فرما کر اس اجتماع کی بنیاد رکھی۔ ہمارا یہ اجتماع روحانی نعمتوں کے ایک خوانِ یغما کی حیثیت رکھتا ہے کیسی کیسی رُوحانی نعمتوں سے متمتع ہونے کے مواقع ہمیں اجتماع پر میسّر آتے ہیں۔ بعینہٖ یہی جذبات پاس کھڑے ہوئے دوسرے احباب کے چہروں سے بھی عیاں تھے۔

پھر ۲۶ اخاء کو علی الصبح نماز تہجد اور نماز فجر کے معاً بعد منعقد ہونے والی ذکرِ حبیب علیہ السلام کی پُر کیف مجلس اپنے اثر و جذب اور اپنی انقلاب انگیز تاثیر کے لحاظ سے کچھ کم ایمان افروز نہ تھی۔ ہزاروں احباب نے نماز تہجد میں اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری اور نماز فجر کی ادائیگی کے بعد سیدالمرسلین خاتم النبیین حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل امام آخرالزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃِ طیبہ کے اذکارِ مقدس کو خود حضور علیہ السلام کے ہی اصحاب کی زبانی محبّت و عقیدت کے بے پناہ جذبات کے ساتھ اِس حال میں سُنا کہ اُن پر محویت کا ایک خاص عالم طاری تھا اور وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ آنحضورؐ کے اس فرزند جلیل علیہ السلام پر بھی (جس کے ہاتھوں اِس آخری زمانہ میں اسلام کا از سرِ نو احیاء ہوا، شریعت کا قیام عمل میں آیا اور دُنیا بھر میں غلبۂ اسلام کی ایک عظیم الشان مہم جاری ہوئی) دُرود بھیجنے میں مصروف تھے۔ صحابہؓ

مسیح موعود علیہ السلام جذبۂ عشق سے سرشار ہو کر روایات سُنا رہے تھے اور احباب اُس مقدس زمانہ کو تصور میں لا لا کر اُس مبارک و مقدس دَور کی مخصوص برکتوں، رحمتوں اور فضلوں سے باطنی طور پر فیضیاب ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔ ایک مقناطیسی کشش کے زیرِ اثر وہ گزرے ہوئے دَور میں پہنچ کر اُس دَور سے اِس طرح لطف اندوز ہو رہے تھے جیسے وہ زمان اور وہ روزگار پھر لوٹ آیا ہے اور وہ اس کی مبارک ساعتوں میں ہی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ایک طرف صحابہؓ کا بے پناہ جذبۂ عشق تھا اور دوسری طرف سامعین کا ذوق و شوق جو خود جذبۂ عشق ہی کی پیداوار تھا۔ اِن اذکارِ مقدس کی یہ مقدس ساعتیں دلوں میں خدمتِ اسلام کا ایک نیا جوش اور نیا جذبہ پیدا کرنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو بہ تمام و کمال پُورا کرنے کے لئے عزائم کو بیدار کرنے کا موجب بنیں اور احباب مجلس برخاست ہونے پر اِس حال میں وہاں سے اُٹھے کہ وہ رُوحانی سیری اور سیرابی کی ناقابلِ بیان لذتوں سے حظ اُٹھانے میں مصروف تھے۔

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ذکرِ حبیب علیہ السلام کی اِن دو پُر کیف مجالس کے علاوہ اجتماع کے باقی چھ اجلاسوں میں بھی احباب کے لئے روحانی سیری اور سیرابی کا کچھ کم سامان نہ تھا۔ وہ ذکرِ الٰہی، رضائے الٰہی، اسوۂ حسنہ، قیامِ صلوٰۃ اور ادائیگیٔ زکوٰۃ نیز عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ کے موضوعات پر قرآن مجید، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُر معارف درسوں کے علاوہ محترم جناب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے اہم خطاب سے بھی فیضیاب ہوئے۔ آپ کا خطاب بھی موضوع اور اس میں بیان کردہ امور کی اہمیت کے اعتبار سے خاص شان کا حامل تھا۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا "تربیتِ نفس اور تربیتِ اولاد"۔ آپ نے تربیتِ نفس اور تربیتِ اولاد کی اہمیت واضح کرنے کے بعد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ نصائح جو حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ۱۹۰۵ء میں قربِ وفات کی اطلاع پانے کے بعد فرمائیں۔ حضور علیہ السلام کی مختلف تصانیف اور ملفوظات سے اخذ کر کے اور انہیں ایک خاص ترتیب کے ساتھ مرتب کر کے احباب کو پُر درد لہجہ میں پڑھ کر سُنائیں۔ بنیادی اہمیت کی حامل بیش قیمت نصائح مختلف تصانیف اور ملفوظات کے اقتباسات پر مشتمل ہونے کے باوجود تسلسل اور ربط کے لحاظ سے مسلسل و مربوط دستاویز معلوم ہوتی تھیں۔ اِس طرح احباب کو حضور علیہ السلام کی یہ اثر و جذب میں ڈوبی ہوئی پُر درد نصائح یکجائی طور پر پُوری

توجہ اور انہماک سے سُننے، انہیں دل میں جگہ دینے اور ان پر عمل پیرا ہونے کے عزم سے مالا مال ہونے کا حصول موقع میسّر آیا۔

پھر نہایت درجہ اہم علمی اور تربیتی موضوعات پر انہیں علماءِ سلسلہ کی ایمان افروز تقاریر سے مستفیض ہونے کا بھی موقع ملا۔ ایک خاص نظم کے ماتحت تقاریر کا یہ سلسلہ احباب کے لئے بہت ازدیادِ علم اور ازدیادِ ایمان و ایقان کا موجب ثابت ہوا۔ جن موضوعات پر تقاریر ہوئیں اُن میں آدابِ نماز، باہمی محبت و اخوّت اور اطاعتِ نظام، صحابۂ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جذبۂ اطاعت، نماز کا اصل مغز یعنی دُعا، قبولیتِ دُعا کے شرائط، تحریک تعلیم القرآن کی اہمیت و وسعت، غذا کے متعلق اسلامی ہدایات، عملی نمونہ کی ضرورت و اہمیت، نیکیوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کرنے کی اہمیت، سلسلۂ احمدیہ کے قیام کی غرض، تقویٰ شعاروں کی جماعت، احمدیت اکنافِ عالم میں، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی ارشاد فرمودہ تحریکات بابت وظائف و درُود اور ان کی اہمیت، اپنے اوقات کو خدمتِ دین میں بسر کرنا کیوں ضروری ہے، احمدی بچوں کو احمدیت کا نمونہ بنانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھیں وغیرہ وغیرہ موضوعات شامل تھے۔ علاوہ ازیں تقاریر کا ایک سلسلہ ایسا بھی تھا جن میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات و الہامات کے بعض چھوٹے چھوٹے فقرات کو جو نہایت ہی اہم نصائح پر مشتمل ہیں بطور موضوع مقرر کرکے ان مختصر لیکن جامع نصائح کی عظمت و اہمیت اور ان پر عمل پیرا ہونے کے عظیم الشان ثمرات پر نہایت موثر انداز میں روشنی ڈالی گئی اور اس طرح احباب کو ان پر بدل وجان عمل پیرا ہونے کی تلقین کی گئی۔ یہ تقاریر حضور علیہ السلام کے جن ارشادات کی وضاحت پر مشتمل تھیں ان میں حسب ذیل فقرات شامل تھے:- (۱) "ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ ایک نمونہ بنانا چاہتا ہے" (۲) "اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کرو" (۳) "تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو" (۴) "آسمان سے دودھ اُترا ہے محفوظ رکھو"۔

یہ سلسلۂ تقاریر بھی بحمد اللہ تعالیٰ بہت مفید اور مؤثر ثابت ہوا۔

الغرض احباب کو علوم و معارف سے اپنی جھولیاں بھرنے، ایک نئے ایمان و یقین اور نئی بصیرت و فراست نیز خدمتِ اسلام کے نئے عزائم، نئے حوصلوں اور نئی قوت و توانائی سے مالا مال ہونیکی سعادت میسّر آئی۔ اجتماع کے ایام میں لمحہ بہ لمحہ نہایت درجہ لذیذ اور فرحت بخش غذا انہیں ملتی چلی گئی جو ان میں زندگی کی ایک نئی رُوح پھونک کر ان کے لئے رُوحانی سیرابی اور سیری کا باعث بنی اور وہ تائید و نصرتِ الٰہی اور نزولِ رحمتِ باری کے پُرکیف نظارہ سے لطف اندوز ہو کر اور نئے انسان بن کر نئی رُوحانی مسرتوں کے ہمراہ اپنے گھروں کو واپس لوٹے ۔

صدر انصار اللہ کا انتخاب اور اس کی منظوری

امسال انصار اللہ کے چودھویں سالانہ اجتماع منعقدہ ۲۴، ۲۵، ۲۶ اخاء ۱۳۴۸ ہجری شمسی کے موقع پر آئندہ تین سال کے لئے حسب قواعد صدر انصار اللہ کا انتخاب بھی عمل میں آیا۔

اجتماع کے پہلے روز یعنی ۲۴ اخاء کو مقام اجتماع میں مغرب اور عشاء کی باجماعت نمازوں کی ادائیگی کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر ہدایت محترم جناب چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع شیخوپورہ کی صدارت میں انتخاب کی کارروائی پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ انتخاب کی اس کارروائی میں شوریٰ انصار اللہ کے نمائندگان نے حصہ لیا۔ محترم چوہدری صاحب موصوف نے مجالس انصار اللہ کے مجوزہ اسماء اور مجلس عاملہ مرکزیہ کی منظوری کے مطابق حسب ذیل تین اصحاب کے متعلق نمائندگان سے رائے طلب کی :۔

۱۔ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب۔

۲۔ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب۔

۳۔ محترم مولانا ابو العطاء صاحب۔

ہر نمائندہ نے ان میں سے کسی ایک کے حق میں ووٹ دینا تھا۔ آراء شماری مکمل ہونے کے بعد محترم چوہدری صاحب موصوف نے انتخاب کی کارروائی کی رپورٹ جو ان ہر سہ اصحاب کے حاصل کردہ ووٹوں کی تفصیل پر مشتمل تھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کی۔ حضور نے ان میں سے آئندہ تین سال کے لئے صدر انصار اللہ کے عہدہ پر محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے تقرر کی منظوری مرحمت فرمائی۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ انتخاب میں سب سے زیادہ ووٹ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کے حق میں ہی آئے تھے۔

جملہ اراکین انصار اللہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کو اپنی غیر معمولی تائید و نصرت سے نوازے اور قدم قدم پر آپ کی رہنمائی فرمائے۔ نیز ہم سب کو آپ کی ہدایات پر بدل وجان عمل پیرا ہونے اور اپنے مفوضہ فرائض کو کمال خوش اسلوبی سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم حضور کی توقعات پر پورے اترتے ہوئے مجلس انصار اللہ کے قیام کی غرض کو بہ تمام و کمال پورا کرنے والے بنیں اور حضور ایدہ اللہ کی خوشنودی حاصل کر کے عند اللہ فائز المرام ٹھہریں۔ آمین *

کلماتِ طیّبات حضرت مسیح موعود علیہ السّلام

قرآن شریف کی پاک تعلیم کا خلاصہ اور لبّ لباب

حقّ اللہ اور حقّ العباد کو پورے التزام اور احتیاط سے بجالاؤ

امام آخر الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن مجید کی پاک تعلیم کے خلاصہ اور لبّ لباب پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"صفاتِ حسنہ اور اخلاقِ فاضلہ کے دو ہی حصے ہیں اور وہی قرآن شریف کی پاک تعلیم کا خلاصہ اور لبّ لباب ہیں۔ **اوّل** یہ کہ حق اللہ کے ادا کرنے میں عبادت کرنا، فسق و فجور سے بچنا اور کُل محرماتِ الٰہی سے پرہیز کرنا اور اوامر کی تعمیل میں کمربستہ رہنا۔ **دوم** یہ کہ حقّ العباد ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے اور بنی نوع انسان سے نیکی کرے۔ بنی نوع انسان کے حقوق بجا نہ لانے والے لوگ خواہ حق اللہ کو ادا کرتے ہی ہوں بڑے خطرہ میں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ستّار ہے، غفّار ہے، رحیم ہے اور حلیم ہے اور معاف کرنیوالا ہے۔ اُس کی عادت ہے کہ اکثر معاف کر دیتا ہے مگر انسان کچھ ایسا واقع ہوا ہے کہ کبھی کسی کو کم ہی معاف کرتا ہے۔ پس اگر انسان اپنے حقوق معاف نہ کرے تو پھر وہ شخص جس نے انسانی حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی ہو یا ظلم کیا ہو خواہ اللہ تعالےٰ احکام کی بجاآوری میں کوشاں ہی ہو اور نماز روزہ وغیرہ احکامِ شرعیہ کی پابندی کرتا ہو، حق العباد کی پرواہ نہ کرنے کی وجہ سے اُس کے اَور اعمال بھی حبط ہونے کا اندیشہ ہے۔

غرض مومن حقیقی وہی ہے جو حق اللہ اور حق العباد دونوں کو پُورے التزام اور احتیاط سے بجا لاوے۔ جو دونوں پہلوؤں کو پُوری طرح سے مدّنظر رکھ کر اعمال بجا لاتا ہے وہی ہے کہ پُورے قرآن پر عمل کرتا ہے۔ ورنہ نصف قرآن پر ایمان لاتا ہے۔ مگر یہ ہر دو قسم کے اعمال انسانی طاقت میں نہیں کہ بزورِ بازو اور اپنی طاقت سے بجا لانے پر قادر ہو سکے۔ انسان نفسِ امّارہ کی زنجیروں میں جکڑا ہُوا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل اور توفیق اس کے شاملِ حال نہ ہو کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ دعائیں کرتا رہے تا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسے نیکی پر قدرت دی جاوے اور نفسِ امّارہ کی قیدوں سے رہائی عطا کی جاوے۔ یہ انسان کا سخت دشمن ہے۔ اگر نفسِ امّارہ نہ ہوتا تو شیطان بھی نہ ہوتا۔ یہ انسان کا اندرونی دشمن اور مارِ آستین ہے۔"　　(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۲۹۰، ۲۹۱)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فَرَاعُوْا اِلٰی صَوْتِ الْمُهِيْبِ تَوَدُّدًا

(وہ اپنے گلّہ بان کی آواز کی طرف بڑی محبّت سے دَوڑے)

لَهٗ صَحْبَةٌ كَانُوْا مَجَانِيْنَ حُبِّهٖ   وَجَعَلُوْا ثَرٰى قَدَمَيْهِ لِلْعَيْنِ اِثْمِدًا

آپ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب آپؐ کی محبّت میں دیوانہ تھے اور آپؐ کے قدموں کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سُرمہ بناتے تھے۔

وَاَرَوْا نَشَاطًا عِنْدَ كُلِّ مُصِيْبَةٍ   كَعَوْجَاءَ مِرْقَالٍ تُوَارِيْ تَخَدُّدًا

وہ سب مصیبت میں خوشی محسوس کرتے تھے اُس تیز رَو اونٹنی کی طرح جو اپنی تیزی کی وجہ سے اپنا دُبلا پن ظاہر نہیں ہونے دیتی۔

وَاِذَا مُرَبِّيْنَا اَهَابَ بِغَنَمِهٖ   فَرَاعُوْا اِلٰى صَوْتِ الْمُهِيْبِ تَوَدُّدًا

اور جب ہمارے مربّی نے اپنے گلّے کو آواز دے کر بُلایا تو سب اپنے گلّہ بان کی آواز کی طرف بڑی محبّت سے دَوڑے۔

وَكَانَ وِصَالُ الْحَقِّ فِيْ نِيَّاتِهِمْ   وَخَطَرَاتِهِمْ فَلِاَجْلِهٖ مَدُّوا الْيَدَا

اور خدا کا وصال اُن کی نیّتوں میں رہتا تھا۔ اور خیالات میں بھی اسی (وصال) کے لئے ہاتھ لمبے کیا کرتے تھے۔

وَرَاَوْا حَيَاةَ نُفُوْسِهِمْ فِيْ مَوْتِهِمْ   فَجَاءُوْا بِمَيْدَانِ الْقِتَالِ تَجَلُّدًا

وہ اپنی موت میں زندگی پاتے تھے۔ پس لڑائی کے میدان میں بہادرانہ آیا کرتے تھے۔

وَجَاشَتْ اِلَيْهِمْ مِنْ كُرُوْبٍ نُفُوْسُهُمْ   وَاَنْذَرَهُمْ قَوْمٌ شَقِيٌّ تَهَدُّدًا

دُکھوں سے اُن کے دل اُبلنے لگتے تھے۔ اور شقی لوگ اُن کو دھمکایا کرتے تھے۔

فَظَلُّوْا يُنَادُوْنَ الْمَنَايَا بِصِدْقِهِمْ   وَمَا كَانَ مِنْهُمْ مَنْ اَبٰى اَوْ تَرَدَّدَا

وہ صدق سے موتوں کو بُلایا کرتے تھے۔ اُن میں کوئی بھی نافرمان یا متردّد نہ تھا۔

(کراماتُ الصادقین)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

پئے حرصِ دُنیا مدہ دیں بباد

(دنیا کے لالچ کے پیچھے دین کو برباد نہ کر)

اُلا اے کہ ہشیاری و پاک زاد پئے حرصِ دُنیا مدہ دیں بباد

خبردار! اے وہ جو سمجھدار اور نیک فطرت ہے کہ دُنیا کے لالچ کے پیچھے دین کو برباد نہ کر۔

بدیں دارِ فانی دلِ خود مبند کہ دارد نہاں راحتش صد گزند

اِس فانی گھر سے اپنا دل نہ لگا۔ کہ اس کے آرام میں سینکڑوں دُکھ پوشیدہ ہیں۔

جہنّم کزو داد فرقاں خبر ہمیں حرصِ دُنیاست جانِ پدر

وہ جہنّم جس کی خبر قرآن نے دی ہے اے عزیز بیٹے وہ یہی دُنیا کی حرص تو ہے۔

بدیں قحبہ بستن دلِ خود خطا است کہ ایں دشمنِ دین و صدق و صفا است

اپنا دل اِس آوارہ عورت (دنیا) سے لگانا غلطی ہے کیونکہ یہ دین اور صدق و صفا کی دشمن ہے۔

چرا دل نہ بندی بداں دلستاں کہ مہرش رہاند ز بندِ گراں

تُو اُس معشوق سے اپنا دل کیوں نہیں لگاتا جس کی محبّت قیدِ شدید سے آزاد کر دیتی ہے۔

برو! فکرِ انجام کن اے غوی ز سعدی شنو گر زِ من نشنوی

اے گمراہ شخص جا اور اپنی عاقبت کی فکر کر۔ اگر تُو میری بات نہیں سُنتا تو سعدی کی بات ہی سُن لے

عروسی بود نوبتِ ماتمت اگر بر نکوئی بود خاتمت!

(یعنی یہ کہ) "تیرے ماتم کا وقت شادی بن جائے اگر تیرا خاتمہ نیکی پر ہو۔"

(الوصیّت)

جماعتی زندگی اور اس کا ایک اہم تقاضا

(سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۷ فروری ۱۹۴۹ء کو جماعت احمدیہ راولپنڈی سے خطاب کرتے ہوئے جماعتی زندگی کے ایک اہم تقاضا پر بہت بصیرت افروز پیرایہ میں روشنی ڈالی تھی۔ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس اہم تقریر کا ایک بیش قیمت اقتباس ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے۔ حضورؓ نے فرمایا:۔

"جماعت کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وہ دائمی زندگی اختیار کرے۔ اگر اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وابستہ ہوتا تو آپؐ کی وفات کے ساتھ یہ بھی ختم ہو جاتا لیکن اسلام کے متعلق خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ وہ قیامت تک چلا جائے گا۔ تو ضروری ہے کہ ہر مسلمان اپنے بیٹے کو مسلمان بنا کر جائے۔ اگر ہر مسلمان اپنے بیٹے کو مسلمان بنا کر نہیں جاتا تو اسلام قیامت تک چلے گا کس طرح؟ ہم کہتے ہیں کہ احمدیت اسلام ہی کا نام ہے۔ اگر احمدیت اسلام ہی کا نام ہے تو اسلام نے قیامت تک جانا ہے تو ضروری ہے کہ ہم اپنی اولاد کو مخلص احمدی بنا کر جائیں۔ اگر ہم اپنی اولاد کو مخلص احمدی بنا کر نہیں جاتے تو احمدیت ختم ہو جائے گی۔ پس یہ کافی نہیں کہ تم صرف اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرو بلکہ ضروری ہے کہ جہاں تم خود اعمالِ دینیہ کی طرف توجہ کرتے ہو، نمازیں پڑھتے ہو، چندے دیتے ہو، زکوٰۃ دیتے ہو، روزے رکھتے ہو، غرباء کی مدد کرتے ہو وہاں تم اپنی اولادوں کی بھی اصلاح کرو۔ اگر تم اپنی اولاد کے اندر دینی جذبہ پیدا نہیں کرتے اور مخلص احمدی بنا کر نہیں جاتے تو تمہاری زندگی یقیناً فردی زندگی ہے۔ تمہاری زندگی جماعتی نہیں۔ اور اگر کسی اور کے ذریعہ اسلام کا کام چلتا رہا تو اسلام کی زندگی میں تمہارا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ اسلام اگر دائمی طور پر زندہ رہے گا تو اسی طرح کہ تم اپنی اولادوں کو دیندار بناؤ۔"

(الفضل ۱۶ جون ۱۹۶۸ء)

امام وقت سے وابستگی اور اس کے تین بنیادی تقاضے

(مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد۔ ربوہ)

خدا تعالیٰ کے افضال و برکات دیکھنے کے لئے محبت و عقیدت کی آنکھ اور پاک تبدیلی کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً خانہ کعبہ انوار و برکات کی تجلی گاہ ہے جس کی عظمت و جلالتِ مرتبت میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا مگر اس کی تجلیات اور انوار و برکات کا مشاہدہ ظاہری آنکھ کی بجائے فدائیت و شیدائیت اور بصیرت و فراست کی نگاہ ہی کر سکتی ہے جس کے بغیر عین ممکن ہے کہ ایک انسان اس مقدس ترین گھر کی زیارت کے بعد پہلے سے زیادہ سخت دل ہو کر واپس آئے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں :-

"بعض لوگ حج کو جاتے ہیں اُس وقت اُن کے دل میں بڑا جوش اور اخلاص ہوتا ہے لیکن جس جوش اور اخلاص اور تپاک سے جاتے ہیں اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہی جوش اور اخلاص لے کر واپس نہیں آتے بلکہ واپس آنے پر بسا اوقات پہلے سے بھی گئے گزرے ہو جاتے ہیں ؎

سہل است رفتن بارادت ؛ مشکل است آمدن بارادت

واپس آکر اُن کے اخلاق میں کوئی نمایاں تبدیلی نہیں ہوتی بلکہ وہ تبدیلی کچھ اُلٹی تبدیلی ہو جاتی ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم ص۲۳۷)

امام وقت اور خلیفۂ وقت کو بھی عالمِ روحانیت کے تمثیلی نظاروں میں خانہ کعبہ کی صورت میں دکھایا جاتا ہے۔ چنانچہ مشہور معبّرِ اسلام شیخ العارفین قطبِ زمان حضرت مولانا عبدالغنی نابلسیؒ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب "تعطیر الانام" (جلد ۲ صفحہ ۱۷۰-۱۷۱) میں بتایا ہے کہ کعبہ کی تعبیر خلیفۂ وقت ہے اور "اگر کوئی شخص دیکھے کہ وہ خانہ کعبہ میں داخل ہوا یا اس سے کوئی چیز حاصل کی تو وہ خلیفۂ وقت کی خدمت میں حاضر ہوگا اور اس سے کوئی چیز اُسے ملے گی۔ اور اگر وہ دیکھے کہ اس کا گھر کعبۃ اللہ میں ہے تو اس کی تعبیر میں حضرت نابلسی فرماتے ہیں :-

"فانّ الکعبۃ إمام المسلمین فھو لا یزال مع الامام"

"یعنی کعبہ سے مراد امام المسلمین ہے اس لئے اس خواب کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ ہمیشہ امام وقت سے وابستہ رہے گا۔"

اس لطیف تعبیر کی بنیاد یہ ہے کہ جس طرح خانہ کعبہ کو اللہ تعالیٰ نے قِیَامًا لِّلنَّاسِ (المائدہ ۹۸) یعنی لوگوں کی دائمی ترقی اور قیام کا ذریعہ قرار دیا ہے اسی طرح دین کی تمکنت اور شوکت ہمیشہ خلفاء ہی کے ذریعہ ہوتی ہے (ملاحظہ ہو آیت استخلاف)۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام "ضرورۃ الامام" میں منصب امامت کی بلند شان پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"وہ روحانی طور پر محمدی فوجوں کا سپہ سالار ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھ پر دین کی دوبارہ فتح کرے۔"

حضور علیہ السلام نے اسی سلسلہ میں یہ اہم نکتہ بھی بیان فرمایا ہے کہ امام وقت کے ذریعہ ایک عام انتشار روحانیت ہوتا ہے جیسا کہ دیوار پر آفتاب کا سایہ پڑتا ہے تو دیوار منور ہو جاتی ہے اور تمام الہامی انوار امام الزمان کے انوار کا انعکاس ہوتا ہے۔" حضرت اقدسؑ اس بنیادی حقیقت کو واضح کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں :-

"اگر کوئی قسمت کا پھیر نہ ہو اور خدا کی طرف سے کوئی ابتلاء نہ ہو تو سعید انسان بہت جلد اس دقیقہ کو سمجھ سکتا ہے اور خدانخواستہ اگر کوئی اس الٰہی راز کو نہ سمجھے اور امام الزمان کے ظہور کی خبر سن کر اس سے تعلق نہ پکڑے تو پھر اول ایسا شخص امام سے استغناء ظاہر کرتا ہے اور پھر استغناء سے اجنبیت پیدا ہوتی ہے اور پھر اجنبیت سے سوء ظن بڑھنا شروع ہو جاتا ہے اور پھر سوء ظن سے عداوت پیدا ہوتی ہے اور پھر عداوت سے نعوذ باللہ سلب ایمان تک نوبت پہنچتی ہے۔" (ضرورۃ الامام صٓ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس فرمانِ مبارک سے ظاہر ہے کہ امام وقت سے براہِ راست تعلق اور وابستگی روحانی زندگی کو قائم و دائم رکھنے کے لئے کتنی ضروری اور کتنی اہم ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں اس حقیقت پر بے شمار مرتبہ روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ حضورؓ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں یہاں تک فرمایا:-

"تم مرکز سے الگ ہو کر کیا کر سکتے ہو۔ جس کو خدا اپنی مرضی بتاتا ہے، جس پر خدا تعالیٰ اپنے الہام نازل فرماتا ہے، جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنا دیا ہے اس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کر کے تم کام کر سکتے ہو۔ اس سے جتنا زیادہ تعلق رکھو گے اسی قدر

تمہارے کاموں میں برکت پیدا ہوگی اور اس سے جس قدر دُور رہو گے اُسی قدر تمہارے کاموں میں بے برکتی پیدا ہوگی۔ جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو، وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کرسکتی جو درخت سے جدا ہو اسی طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کرسکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کرسکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کام کرسکتا ہے۔" (الفضل ۲۰/ نبوت ۱۳۲۵ہش مطابق ۲۰/ نومبر ۱۹۴۶ء صٓ)

امامِ وقت سے وابستگی کے تین بنیادی تقاضے

امامِ وقت سے وابستگی کے بنیادی تقاضے کیا ہیں؟ اس اہم سوال کا جواب بھی ہمیں حضرت مصلح موعودؓ کے خطبات و ملفوظات میں بکثرت ملتا ہے۔ چنانچہ حضور رضؓ کے مقدس فرمودات سے مندرجہ ذیل تین بنیادی تقاضوں کی خاص طور پر نشان دہی ہوتی ہے۔

اوّل۔ نظامِ سلسلہ کو دوسرے سب لوگوں پر مقدم کرنا۔

دوم۔ خلیفۂ وقت کی رائے کا دینی احترام۔

سوم۔ خلیفۂ وقت کے احکام کی تعمیل میں ہر نوع کی قربانی پیش کرنا۔

اِس اجمال کی تفصیل سیّدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے قلم مبارک سے ملاحظہ ہو۔

پہلا تقاضا

پہلے تقاضا کے ضمن میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"سلسلہ مقدم ہے سب انسانوں پر۔ سلسلہ کے مقابلہ میں کسی انسان کا کوئی لحاظ نہیں کیا جائے گا خواہ وہ کوئی ہو۔ کوئی انسان بھی سلسلہ سے بالا نہیں ہوسکتا۔ اسلام اور قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی بالا ہیں۔ اِسی طرح احمدیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی بالا ہے۔ اسلام اور احمدیت کے لئے اگر ہمیں اپنی اولادوں کو بھی قتل کرنا پڑے تو ہم اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیں گے مگر سلسلہ کو قتل

نہ ہونے دیں گے۔ پس تم اپنے اندر سلسلہ کی صحیح اطاعت اور فرمانبرداری کا مادہ پیدا کرو۔ اگر تم چاہتے ہو کہ بے دینوں کی موت نہ مرو اور ایسے مقام پر کھڑے نہ ہو کہ موت سے پہلے اللہ تعالیٰ تم کو مرتدین میں داخل کر دے تو اپنے اندر صحیح اطاعت اور فرمانبرداری کا مادہ پیدا کرو۔ احمدیت یقیناً خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ احمدیت ایک ایسی دھار ہے کہ جو بھی اس کے سامنے آئے گا وہ مٹا دیا جائے گا اور جو بھی اس کے سامنے کھڑا ہو گا وہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا۔ خدا تعالیٰ جس سلسلہ کو قائم کرنا چاہے اس کی راہ میں جو بھی کھڑا ہو وہ مٹا دیا جاتا ہے۔ اور یہ سلسلہ چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اس لئے اس کے مقابلہ میں کسی انسان کی پروا نہیں کی جائے گی خواہ وہ کوئی ہو ...... خواہ وہ میرا بیٹا کیوں نہ ہو۔ سلسلہ مقدم اور غالب ہے ہر انسان پر۔"

(الفضل ۱۵؍احسان ۱۳۲۳ہش مطابق ۱۵؍جون ۱۹۴۴ء صہ ۲)

دوسرا تقاضا

وابستگی خلافت کا دوسرا تقاضا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک الفاظ میں یہ ہے کہ :-

"ایک شخص جو خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے اُسے سمجھنا چاہیئے کہ خلفاء خدا مقرر کرتا ہے اور خلیفہ کا کام دن رات لوگوں کی راہ نمائی اور دینی مسائل میں غور و فکر ہوتا ہے۔ اس کی رائے کا دینی مسائل میں احترام ضروری ہے اور اس کی رائے سے اختلاف اُسی وقت جائز ہو سکتا ہے جب اختلاف کرنے والے کو ایک اور ایک دو کی طرح یقین ہو جائے کہ جو بات وہ کہتا ہے وہی درست ہے۔ پھر یہ بھی شرط ہے کہ پہلے وہ اس اختلاف کو خلیفہ کے سامنے پیش کرے اور بتائے کہ فلاں بات کے متعلق یہ شبہ ہے اور خلیفہ سے وہ شبہ دُور کرائے، جس طرح ڈاکٹر کو بھی مریض کہہ دیا کرتا ہے کہ مجھے یہ تکلیف ہے آپ بیماری کے متعلق مزید غور کریں۔ پس اختلاف کرنے والے کا فرض ہے کہ جس بات میں اُسے اختلاف ہو اُسے خلیفہ کے سامنے پیش کرے نہ کہ خود ہی اس کی اشاعت شروع کر دے ورنہ اگر یہ بات جائز قرار دی جائے کہ جو بات کسی کے دل میں آئے وہی بیان کرنی شروع کر دے تو پھر اسلام کا کچھ بھی

باقی نہ رہے۔ کیونکہ ہر شخص میں صحیح فیصلہ کی طاقت نہیں ہوتی ورنہ قرآن شریف میں یہ نہ آتا کہ جب امن یا خوف کی کوئی بات سُنو تو اولی الامر کے پاس لے جاؤ، کیا اولی الامر غلطی نہیں کرتے؟ کرتے ہیں مگر اُن کی رائے کو احترام بخشا گیا ہے۔ اور جب اُن کی رائے کا احترام کیا گیا ہے تو خلفاء کی رائے کا احترام کیوں نہ ہو...... پس ہر شخص ہر بات کو صحیح طور پر نہیں سمجھ سکتا اور جماعت کے اتحاد کے لئے ضروری ہے کہ اگر کسی کو کسی بات میں اختلاف ہو تو اُسے خلیفہ کے سامنے پیش کرے۔ اگر کوئی شخص اس طرح نہیں کرتا اور اختلاف کو اپنے دل میں جگہ دے کر عام لوگوں میں پھیلاتا ہے تو وہ بغاوت کرتا ہے، اسے اپنی اصلاح کرنی چاہیئے۔"

("منہاج الطالبین" صفحہ ۱۲-۱۳ تقریر فرمودہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۲۵ء)

تیسرا تقاضا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے وابستگیٔ خلافت کا تیسرا بنیادی تقاضا نہایت ولولہ انگیز الفاظ میں بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"اگر مبلغین اور واعظین کے ذریعہ بار بار جماعتوں کے کانوں میں یہ آواز پڑتی رہے کہ پانچ روپے کیا، پانچ ہزار روپیہ کیا، پانچ لاکھ روپیہ کیا، پانچ ارب کیا، اگر ساری دنیا کی جانیں بھی خلیفہ کے ایک حکم کے آگے قربان کر دی جاتی ہیں تو وہ بے حقیقت اور ناقابلِ ذکر چیز ہیں......... پھر اگر انہیں بار بار بتایا جائے کہ ساری برکت نظام میں ہی ہے۔ انہیں سمجھایا جائے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کسی قوم میں سے نظام اُٹھا لیتا ہے تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس قوم پر اپنی لعنت ڈالنا چاہتا ہے۔ اگر یہ باتیں ہر مرد، ہر عورت، ہر بچے، ہر بوڑھے کے ذہن نشین کی جائیں اور ان کے دلوں پر اُن کا نقش کیا جائے تو وہ ٹھوکریں جو عدم علم کی وجہ سے لوگ کھاتے ہیں کیوں کھائیں؟"

("تعلیم العقائد والاعمال پر خطبات" صفحہ ۶۳)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے مندرجہ بالا چند اقتباسات جو بطور نمونہ ہدیۂ قارئین کئے گئے ہیں ہر احمدی کیلئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کے بابرکت اور مقدس نظام سے وابستہ رہنے اور اسکے علمی اور عملی تقاضوں کو سمجھنے اور اسکے مطابق اپنی پوری زندگی گزارنے کی توفیق بخشے۔ آمین ٭

معرکۂ رُوحانیت و مادّیت

انسان کا حقیقی شرف رُوحانی ترقی میں ہے

(مکرم جناب اخوند فیاض احمد صاحب۔ لاہور)

(قسط دوم)

یہ امر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کی جماعت ہی الہٰی انعامات کی وارث ہے اور اس ارشادِ خداوندی کی مخاطب ہے جو آخری زمانہ کے لئے بطور پیشگوئی قرآن مجید میں بیان ہوا ہے یعنی یہ کہ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ الخ (الطور ع ۲) اور یہ کہ اس آیت سے پہلے قرآن مجید نے بتایا کہ کفّار کو ہرگز "سُلطٰن مُّبین" حاصل نہ ہوگا خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات سے ثابت ہے۔ اس ضمن میں حضور علیہ السلام کے مندرجہ ذیل الہامات قابلِ ذکر ہیں:۔

"وقالوا لست مرسلًا۔ قل کفیٰ باللہ شھیدًا بینی و بینکم و من عندہ علم الکتاب۔ ینصرکم اللہ فی وقتٍ عزیز۔ حکم اللہ الرحمان لخلیفۃ اللہ السلطان۔ یؤتی لہ الملک العظیم و تفتح علیٰ یدہ الخزائن۔ ذالک فضل اللہ و فی اعینکم عجیب۔" (بحوالہ تذکرہ طبع دوم صفحہ ۶۴۰-۶۴۱)

ترجمہ۔ "اور کہیں گے کہ یہ خدا کا فرستادہ نہیں۔ کہہ دے میری سچائی پر خدا گواہی دے رہا ہے اور وہ لوگ گواہی دیتے ہیں جو کتاب اللہ کا علم رکھتے ہیں۔ خدا ایک عزیز وقت میں تمہاری مدد کرے گا۔ خدائے رحمان کا حکم ہے اس کے خلیفہ کے لئے جس کی آسمانی بادشاہت ہے۔ اس کو ملکِ عظیم دیا جائے گا۔ اور خزینے اس کے لئے کھولے جائیں گے۔ یہ خدا کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب۔" (تذکرہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام الہامی الفاظ "تفتح علیٰ یدہ الخزائن" کے متعلق

تحریر فرماتے ہیں :-

"کسی آئندہ زمانہ کے متعلق یہ پیشگوئی ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کشفی رنگ میں کنجیاں دی گئی تھیں مگر اُن کنجیوں کا ظہور حضرت عمر فاروقؓ کے ذریعہ سے ہوا تھا۔" (حاشیہ تذکرہ)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات سے ثابت ہے کہ آخری زمانہ میں اسلام کے غلبہ اور مخالفِ اسلام طاقتوں کی تباہی کے لئے جس خاص حکم الٰہی کی پیشگوئی سورہ الطور میں موجود ہے اُس حکم الٰہی کا ظہور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کے خلفاء کے ذریعہ مقدر تھا اور کفار جو تائیداتِ الٰہی سے محروم ہو چکے تھے، جن تائیدات کا نام قرآنی اصطلاح میں "سُلطٰن" (یعنی کھلے کھلے رُوحانی دلائل اور نشانات) ہے۔ اُن کفار کے مقابل اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خلیفۃ اللہ السلطان کا عظیم الشان خطاب عطا کیا۔ نیز چونکہ قرآن مجید میں سورۃ الرحمٰن میں یاجوج و ماجوج کے دونوں گروہوں کی تباہی کی پیشگوئی بالصراحت کی گئی تھی اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا "حکم اللہ الرحمٰن" الخ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

سورۃ القمر میں جہاں ملحد و مشرک اقوام کو ایک عظیم تباہی کی گھڑی سے ڈرایا گیا ہے وہاں "ڈرانے والے" کا بھی اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔ فرمایا :-

فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ (آیت ۶)

"مگر (افسوس کہ) ڈرانے والے نے اُن کو کوئی فائدہ نہیں دیا۔"

حضرت مصلح موعودؓ ان قرآنی الفاظ کی تشریح میں فرماتے ہیں :-

"قرآن مجید نے "ڈرانے والوں" کہا ہے حالانکہ صرف ایک ڈرانے والا ہی تھا۔ یہ جمع یا تو محبت کے لئے ہے اور یا اس لئے کہ آپؐ کی ذات میں سب رسول جمع ہیں۔" (تفسیر صغیر۔ حاشیہ)

جس رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر "النذر" یعنی "ڈرانے والوں" کے قرآنی الفاظ صادق آتے ہیں آخری زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب و بروز حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی یہ الفاظ صادق آتے ہیں کیونکہ آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کے فیض اور برکت کی وجہ سے جری اللہ فی حُلل الانبیاء (تذکرہ) کا خطاب دیا ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود

علیہ السلام قرآن مجید کی آئندہ پیشگوئی فما تغن النذر کے مصداق ہیں۔

نیز یہ پیشگوئی اس رنگ میں بھی پوری ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد حضور کے خلفاء نے بھی مسلسل اقوامِ عالم کو آنے والی تباہیوں سے خبردار کیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عظیم الشان انذاری تحریر گزشتہ قسط میں پیش کی گئی تھی۔ مزید برآں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی ایک پُرشوکت تحریر بھی درج کی جا چکی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے کئے گئے انذار کے بعد حال ہی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ۱۹۶۷ء کے سفرِ یورپ کے دوران وانڈز ورتھ ہال لنڈن میں کھڑے ہو کر یورپین اقوام کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک تیسری عالمگیر جنگ کی بھی خبر دی ہے جو پہلی دونو جنگوں سے زیادہ تباہ کن ہوگی۔ ...... آسمان سے موت اور تباہی کی بارش ہوگی اور خوفناک شعلے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ نئی تہذیب کا قصرِ عظیم زمین پر آ رہیگا..."

نیز فرمایا:۔

"پس اپنے پر اور اپنی نسلوں پر رحم کریں اور خدائے رحیم و کریم کی آواز کو سنیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے اور صداقت کو قبول کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا کرے۔"

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء کی طرف سے بھی دنیا کے لئے یہ مسلسل انذار قرآن مجید کی پیشگوئی دربارہ "النذر" کی سچائی پر زندہ گواہ ہے۔

پس مادی ترقیات کے موجودہ دَور میں سائنس اور انجنیئرنگ کے کمالات کو دیکھ کر جہاں ظاہر بینوں کی عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں وہاں وہ بندگانِ خدا جو قرآن مجید کا علم رکھیں گے وہ اپنے ایمانوں میں بڑھتے ہی جائیں گے اور اِس یقین پر مضبوطی سے قائم ہوں گے کہ انسان کا حقیقی شرف چاند اور سیاروں پر پہنچنے سے نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بے نظیر رُوحانی کمال دَنیٰ فَتَدَلّٰی کی پیروی سے ہی ظاہر ہوگا انشاء اللہ۔ اور خدا تعالیٰ کی اٹل تقدیر کے ماتحت روحانیت و مادیت کے اِس معرکہ میں عنقریب دنیا شرک والحاد کی خوفناک تباہی اور توحید کی عظیم الشان فتح اور غلبہ کا نظارہ دیکھنے والی ہے۔ وھو العزیز الحکیم۔

اِس جگہ یہ عاجز حضرت سلیمان علیہ السلام کا وہ واقعہ بھی بیان کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ نے اپنے درباریوں سے پوچھا کہ کون ملکہ سبا کے تخت کو جلد لے آئے گا۔ قرآن مجید اِن واقعہ

کے ضمن میں فرماتا ہے :-

قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ۝ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۔ (النمل ۳۴)

ترجمہ - " ایک سرکش سردار نے کہا آپ کے (اِس) مقام سے جانے سے پہلے مَیں وہ (عرش) لے آؤں گا اور مَیں اِس بات پر بڑی قدرت رکھنے والا (اور) امانت دار ہوں - (اِس پر) اُس شخص نے جس کو (الٰہی) کتاب کا علم حاصل تھا کہا کہ مَیں تیرے پاس اِس (تخت) کو تیرے آنکھ جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا "

مختصر تشریح :- " اُس نے عفریت سے پہلے عرش لانے کا وعدہ کیا اور کہا کہ مَیں تخت کو فوراً حاضر کردوں گا - مختلف زبانوں میں آنکھ جھپکنے کا محاورہ جلدی پر دلالت کرتا ہے اور اُسے لفظی نہیں قرار دیا جاتا - یہاں بھی انہی معنوں میں استعمال ہُوا ہے " (تفسیر صغیر)

اُوپر کے واقعہ اور قرآنی آیات سے ثابت ہے کہ " جن " یعنی سرکش اور رُوحانیت سے عاری لوگوں کے مقابل خدا تعالیٰ کی کتاب پر عمل کرنے والے مخلص لوگ جلد کامیاب ہوتے اور ظاہری طور پر بھی زیادہ ترقی کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں - حضرت سلیمانؑ کے لئے اگرچہ سرکش اور بے دین لوگ بھی خدمات بجالاتے تھے لیکن وہ ایماندار جو اَلَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ کے مصداق تھے زیادہ مفید اور اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک تھے اور دوسروں سے سبقت لے جاتے تھے -

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے جو الہامات اُوپر درج کئے گئے ہیں اُن میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

قالوا لست مرسلاً - قل کفیٰ باللہ شہیداً بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب - (تذکرہ)

اِن الہامات میں کفار کے مقابل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر گواہی دینے والے ایسے افراد کی بشارت ہے - من عندہ علم الکتاب کہ وہ قرآن مجید کا علم رکھتے ہوں گے یعنی قرآنی پیشگوئیوں کا صحیح علم رکھنے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو پہچان لیں گے اور آپؑ کے مؤیّدین میں شامل ہوں گے -

لیکن قرآن مجید میں گزشتہ واقعات آئندہ کے لئے بطور پیشگوئی بھی بیان ہوئے ہیں اس لئے

حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعہ میں آئندہ زمانہ کے متعلق جو پیشگوئی ہے اُس کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ آخری زمانہ میں جب مشرک اور ملحد قومیں زبردست مادی ترقی حاصل کر لیں گی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں سے ایسے صاحبِ علم پیدا ہوں گے جو دنیا میں اس سے بہت بڑھ چڑھ کر کام کر دکھائیں گے جو اِن مشرک اور ملحد اقوام کے افراد کریں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔ کیونکہ مسیح محمدی کے پیروکاروں کا اصل منبعِ علم "الکتاب" یعنی قرآن مجید ہوگا اور وہ محض Theories یعنی قیافوں اور اندازوں اور محض اپنی نفسانی خواہشات اور امنگوں کی پیروی نہیں کریں گے جیسا کہ ملحد و مشرک لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنْ يَّتَّبِعُوْنَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ۔ (النجم آیت ۲۴)

بلکہ وہ محض رضاءِ الٰہی کے حصول اور مخلوقِ خدا کی حقیقی خدمت اور ہمدردی کے جذبہ میں سرشار ہو کر اِس دنیا میں کام کرتے چلے جائیں گے۔ جو جذبہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بے نظیر اُسوہ ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی (النجم آیت ۱۹) کی سچے دل سے پیروی کے نتیجہ میں ہی انسان کو مل سکتا ہے۔

قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر بھی واضح کیا گیا ہے کہ محض علومِ مادی میں ترقی جس کے شاملِ حال رُوحانی ترقی نہ ہوگی دنیا میں تباہی اور فساد کا ہی موجب بنے گی۔ لیکن وہ لوگ جو علومِ مادی میں ایسے رنگ میں ترقی کی کوشش کریں گے اور سائنسی تحقیقات کو اس طریق پر جاری کریں گے کہ بے اختیار اُن کے مونہوں سے ذکرِ الٰہی اور دُعائیہ کلمات بھی نکل رہے ہوں گے اور وہ اپنے زمانہ کے امام اور روحانی پیشوا کی سچی اطاعت کا دم بھرنے والے ہوں گے تو اُن کو دینی و دنیوی برکات کا وارث کیا جائیگا۔

چنانچہ قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهٗ ۚ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْإِيْمَانِ أَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۚ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ

الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى۔ (آل عمران ع ۲۰)

ترجمہ۔"آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے آگے پیچھے آنے میں عقلمندوں کے لئے یقیناً کئی نشان (موجود) ہیں۔(وہ عقلمند) جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر اللہ کو یاد کرتے (رہتے) ہیں۔ اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے بارے میں غور و فکر سے کام لیتے ہیں (اور کہتے ہیں) اے ہمارے رب! تُونے اس (عالم) کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا۔ تُو (ایسے بے مقصد کام کرنے سے) پاک ہے۔ پس تُو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا (اور ہماری زندگی کو بے مقصد ہونے سے بچالے)۔ اے ہمارے رب! جسے تُو آگ میں داخل کرے گا، اُسے تو تُو نے یقیناً ذلیل کر دیا۔ اور ظالموں کا کوئی (بھی) مددگار نہیں ہوگا۔ اے ہمارے ربّ! ہم نے یقیناً ایک ایسے پکارنے والے کی آواز جو ایمان (دینے) کے لئے بُلاتا ہے (اور کہتا ہے) کہ اپنے ربّ پر ایمان لاؤ، سُنی ہے۔ پس ہم ایمان لے آئے۔ اس لئے اے ہمارے ربّ! تُو ہمارے قصور معاف کر اور ہماری بدیاں ہم سے مٹا دے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ (ملاکر) وفات دے۔ (اور) اے ہمارے ربّ! ہمیں وہ (کچھ) دے جس کا تُونے اپنے رسولوں (کی زبان) پر ہم سے وعدہ کیا ہے اور قیامت کے دن ہمیں ذلیل نہ کرنا۔ تُو اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہیں کرتا۔ چنانچہ اُن کے ربّ نے (یہ کہتے ہوئے) اُن کی (دُعا) سُن لی کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو خواہ مرد ہو یا عورت ضائع نہیں کروں گا۔" (تفسیر صغیر)

اُوپر کی بیّن اور واضح آیاتِ قرآنیہ میں رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا کے الفاظ کے بعد فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ وہ لوگ جو روحانیت سے عاری ہوں گے اور رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا الخ میں پنہاں گہری فلاسفی اور حقیقت سے بے بہرہ رہیں گے اِس دُنیا میں عَذَابَ النَّارِ میں مبتلا کئے جائیں گے۔ یعنی اُن کی مادّی ترقی (بغیر رُوحانیت کے) انہیں حقیقی تباہی اور خوفناک عذاب کا شکار بنا دے گی۔ لیکن وہ لوگ جو علومِ مادّی کے مطالعہ اور تحقیقات کے دوران رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ کا سچے دل سے اقرار کریں گے اور اپنے دل سے مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ کی دعوت پر خلوصِ دل کے ساتھ لبّیک کہیں گے انہیں دُنیا و آخرت کی نعمتیں

عطا ہوں گی۔

غرض سورۂ آل عمران کی اُوپر کی آیات میں جو اصولی ہدایت اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی زندگی کا وہ واقعہ جو قرآن مجید نے بتایا اور جس کا اُوپر ذکر کیا گیا ہے، نیز اس واقعہ سے آئندہ یعنی ہمارے موجودہ زمانہ کے لئے جو سبق حاصل ہوتا ہے، یہ دونو قرآن مجید کی اس اصولی تعلیم کی تائید کرتے ہیں اور آج کے زمانہ کے واقعات وحالات گواہ ہیں کہ کس تیزی کے ساتھ یہ دُنیا باوجود حیرت انگیز مادی ترقیات اور ایجادات کے ایک خوفناک تباہی کی طرف بڑھتی چلی جارہی ہے۔ سمجھدار غیر مسلم بھی موجودہ ایجادوں اور انسانی ترقی پر مطمئن نہیں اور کھلے لفظوں میں اپنی بے چینی اور بے قراری کا اظہار کرتے ہیں۔ چنانچہ مشہور برطانوی فلاسفر برٹرینڈ رسل کے مضمون بعنوان "ہمیں چاند سے دُور رہنا چاہیئے" میں سے کچھ اقتباسات کا ترجمہ درج ذیل ہے۔ (یہ مضمون انگریزی روزنامہ ڈان کراچی مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۶۹ء میں شائع ہوا ہے) مسٹر برٹرینڈ رسل رقمطراز ہیں:-

> "ابتداءً کئی سائنسدان چاند پر راکٹ پھینکنے میں متذبذب تھے۔ ان کے تذبذب کی دو وجوہات تھیں۔ وہ کہتے تھے کہ چاند کی سطح پر خاص قسم کی خاک پائی جاتی ہے جو میزائل کے پہنچنے پر پراگندہ ہو جائے گی اور پراگندہ ہوئے بغیر ہی وہ خاک تاریخ کائنات کے بارہ میں نہایت قیمتی معلومات مہیا کر سکتی ہے۔ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ اگر چاند پر ذرا بھی فضا موجود ہے تو وہ راکٹ کے پھٹنے سے زہر آلود ہو جائے گی۔ مَیں چاند پر موجود محض فرضی فضا اور فرضی خاک کے زہر آلود ہو جانے کے خوف پر ہنسے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ کرۂ زمین پر تو انسانی حکومتیں جان بُوجھ کر فضا، مٹی، پانی اور انسانی غذاؤں کو زہر آلود بناتی جا رہی ہیں۔ اور وہ جانتی ہیں کہ اس کے نتیجہ میں سرطان اور پاگل پن پھیل رہا ہے۔
>
> میرے خیال میں تو چاند کے متعلق اس قدر احتیاط اور فکر، اور زمین پر وحشیانہ بربادی پھیلاتے چلے جانے میں ذرا بھی جوڑ نہیں۔ حالانکہ زمین ہی ہمارا مسکنِ حیات ہے"
>
> "بدقسمتی سے چاند پر پہنچنے کی مہم کے پسِ پردہ اندھا دُھند مقابلہ کی رُوح کام کر رہی ہے۔ یہ مہم سائنسی ترقی یا انسانیت کی فلاح کے خالص جذبہ کے ماتحت نہیں چلائی جارہی بلکہ یہ بڑی طاقتوں کے درمیان محض ایک مقابلہ کی دوڑ ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ زیادہ اہمیت

اس بات کو حاصل نہیں کہ انسان چاند پر پہنچ جائے بلکہ زیادہ اہمیت اس بات کو دی جاتی ہے کہ کونسا طاقتور ملک پہلے اپنا آدمی چاند پر پہنچا دے گا۔ یہ محض لغو سا جذبہ ہے اور اس کی وجہ سے ایک سمجھدار آدمی کی نگاہ میں تو ساری مہم کی کچھ بھی وقعت نہیں رہ جاتی"۔

"انسان میں کئی خوبیاں ہیں اور کئی کمزوریاں بھی۔ لیکن اگر انسانی کمزوریوں ہی کو کائنات میں فروغ دینا مقصود ہے، اگر ہماری حماقتوں ہی کو چاند پر بھی قائم کرنا ہے اور پھر مریخ اور زہرہ پر اور ان کے بعد زیادہ دُور کی جگہوں پر بھی۔ اگر انسان زمین سے محض حسد و بغض سے بھرا ہوا نکل کر اور دُور دراز کی مسافت کے بعد بوڑھا ہو کر ان جگہوں پہ پہنچے گا، اگر صرف یہی دیکھنے کے لئے یہ تمام مہم چلائی گئی ہے تو مجھے اس مہم پر خوش ہونے اور ناز کرنے کی کوئی بھی وجہ نظر نہیں آتی"۔

برطانوی مفکر اپنے مضمون کے آخر میں لکھتا ہے :-

"ایک جذبہ ایسا ہے جسے شاید اُن چیزوں کے عرفان کا نام دیا جا سکتا ہے جو چیزیں جدید انسانی تخلیقات میں شمار نہیں ہوتیں۔ اور ایک جذبہ ایسا ہے جسے شاید صحیح الحاد کہا جا سکتا ہے، یعنی یہ جذبہ تمام حقیقی اور موجود چیزوں یا ہستیوں سے مکمل غفلت پر مبنی ہے۔ یہ ایسے لوگوں کے کردار کا آئینہ دار ہے جن کے میکانکی تصوّرات کو صحیح غور و فکر چھُو نہیں پایا۔ محض میکانکی تصوّر ہی وہ شے نہیں جو انسانی زندگی میں کوئی بڑا یا فوری انقلاب پیدا کر دکھائے۔ فکرِ صحیح بھی اپنا اثر دکھاتا ہے۔ اگر ہم فکرِ صحیح سے کام لیں تو آسمانوں کے بارہ میں غور کرنے کے بعد انسانی اعمال سے کچھ دانشمندی ضرور عیاں ہو گی۔ لیکن اگر ہم آسمانی اجسام کے بارہ میں یُوں سوچنے لگ جائیں کہ ہم انہیں ایسے طور پر بدل کر رکھ دیں گے کہ کائنات انسان کے لئے صرف معمولی کھلونا بن کر رہ جائے تو ہم محض اپنے بھٹکتے رہنے کی فضاؤں کو ہی وسیع تر بنا رہے ہوں گے۔ اور اس حماقت کے نتیجہ میں جو عذاب نازل ہونا لازمی ہے۔ ہم یقیناً اُس عذاب کے مستحق قرار پائیں گے۔ ہمیں غفلت سے بچنا چاہیئے اور عرفان میں بڑھنا چاہیئے۔ اگر ہم ایسا کر لیں، تو اجرامِ فلکی پر پہنچنا یقیناً ایک خوشکن امر ہو گا۔ لیکن اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ہم خود اپنے الحاد کی وجہ سے قرار واقعی عذاب کو دعوت دے رہے ہوں گے"۔

(روزنامہ ڈان کراچی۔ مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۹، ۱۱)

ہم یورپ کے معمر فلاسفر کے الفاظ کو اپنی طرف سے کوئی خاص معنی پہنانا نہیں چاہتے۔ اُوپر کی عبارت جو ایک عالمی شہرت کے مالک غیر مسلم کے مضمون سے نقل کی گئی ہے صاف الفاظ میں مادی دنیا کی موجودہ روش سے بیزاری اور اس کے خوفناک انجام سے گھبراہٹ کا اظہار کرتی ہے۔ اِس عبارت کے پیچھے ایک پریشان رُوح نظر آتی ہے جو ایسے منبع علم کی تلاش میں ہے جہاں علم کے ساتھ صحیح عرفان بھی مل سکے۔ اور یہ دیکھ کر اُسے مایوسی ہوتی ہے کہ مادی عروج و اقتدار کی مالک، لالچی اور کینہ و بغض والی اقوام جادۂ مستقیم سے بُری طرح بھٹک چکی ہیں اور وہ محض الحاد سے چمٹی ہوئی ہیں۔

پس یہ تحریر بیّن ثبوت ہے صداقتِ قرآن کا، صداقتِ اسلام کا اور صداقتِ احمدیت کا۔ یہ صاف اقرار ہے اِس امر کا کہ انسانیت کا حقیقی شرف محض چاند اور ستاروں پر پہنچنے سے نہیں، بلکہ عرفان کا صحیح مقام حاصل کر لینے سے ہی ظاہر ہوگا۔ اور آج یہ مقام صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب و بروز حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کے خلفاء کی اطاعت و پیروی کے ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین ○

جو کوشش کرے گا وہی پائے گا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"جو انسان کوشش کرے گا وہی پائے گا۔ کوشش تو ہو ساری دُنیا کے واسطے اور خدا کا نام درمیان بھولے سے بھی نہ آئے، تقویٰ ہو نہ طہارت، پھر ایسا انسان اُمیدوار ہو خدا کے ملنے کا، یہ محال ہے۔ آخر اب وقت آگیا ہے کہ ان لوگوں کے ہاتھ میں اجر دیا جاوے جو دین کو دُنیا پر مقدّم کریں۔ بجز توفیق الٰہی کے کچھ نہیں ملتا۔" (ملفوظات جلد دہم صفحہ ۲۵۹)

اطاعتِ والدین

(مرتبہ۔ مکرم الحاج ماسٹر غلام محمد صاحب شاہدرہ ٹاؤن۔ لاہور)

اللہ تعالیٰ نے دُنیا اور مافیہا کو پیدا کیا نیز ہر جاندار کے لئے کچھ فرائض مقرر کئے تاکہ دُنیا کا نظام بطریق احسن عدل و انصاف اور حسنِ اخلاق کے اصولوں پر سرانجام پائے۔ یہ بہترین اصول خدا تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن کریم میں مرقوم ہیں جو ختم المرسلین سردار الانبیاء حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اگر بنی نوع انسان ان پر عمل کریں تو دُنیا کی کایا پلٹ جائے، فتنہ و فساد یکسر مٹ جائے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت جیسے آسمان پر ہے زمین پر بھی مسلط ہو جائے۔

ذیل میں مَیں والدین کے حقوق، اولاد کے فرائض اور اطاعتِ والدین پر اسلامی احکام درج کرتا ہوں۔

والدین کے احترام اور اطاعت کے متعلق قرآنی احکام

۱۔ بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا (النساء آیت ۳۷)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ احسان کرو یعنی جس قدر انہوں نے تمہاری خدمت کی ہے اس سے بہت زیادہ بڑھ کر اُن کی خدمت کرو۔ ان کی جس قدر زیادہ خدمت کروگے اُسی قدر جنت تمہارے قریب ہو جائے گی۔

۲۔ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا (العنکبوت آیت ۹)

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔

۳۔ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ○ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ○ (بنی اسرائیل آیت ۲۴، ۲۵)

ترجمہ۔ تیرے ربّ نے (اس بات) کا تاکیدی حکم دیا ہے کہ تم اِس کے سوا کسی کی عبادت

نہ کرو۔ اور (نیز یہ کہ اپنے) ماں باپ سے اچھا سلوک کرو۔ اگر اُن میں سے کسی ایک پر یا اُن دونوں پر تیری زندگی میں بڑھاپا آجائے تو انہیں (اُن کی کسی بات پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے) اُف تک نہ کہہ اور نہ اُنہیں جھڑک اور اُن سے (ہمیشہ) نرمی سے بات کر اور رحم کے جذبہ کے ماتحت اُن کے سامنے عاجزانہ رویہ اختیار کر اور (اُن کے لئے دعا کرتے وقت) کہا کر (کہ اے) میرے رب! ان پر مہربانی فرما کیونکہ انہوں نے بچپن کی حالت میں میری پرورش کی تھی۔

۴۔ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ○ (سورۃ لقمان آیت ۱۵)

ترجمہ۔ اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے متعلق تاکید کی ہے۔ اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اُٹھا کر اُس کو پیٹ میں رکھا۔ اور اُس کا دُودھ چھڑانا دو برس میں تھا۔ یہ کہ شکر کر میرا اور اپنے والدین کا بھی۔ میری طرف ہی لَوٹنا ہے۔

قرآن کریم کے مندرجہ بالا چاروں حوالوں کو غور سے پڑھیں اور خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کر کے دین و دُنیا کی فلاح حاصل کریں۔

والدہ کے احترام اور اطاعت کے متعلق آنحضرتؐ کے ارشادات

۱۔ اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّهَاتِكُمْ (حدیث)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت تمہاری ماؤں کے پاؤں کے نیچے ہے۔ "نیچے" کا لفظ عاجزی، انکساری اور خدمت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اپنی ماں کے ساتھ عاجزی اور انکساری سے پیش آؤ اور اس کی خدمت کرو تب بہشت ملے گا۔ ماں کے اولاد پر بڑے احسانات ہیں۔ وہ خود بھوکی رہ کر بچوں کی پرورش کرتی ہے۔ خود مصائب برداشت کرے گی مگر بچوں پر آنچ نہ آنے دے گی۔

یہی وجہ ہے کہ ایک صحابی کو جو جہاد پر جانے کا مشورہ طلب کرنے آیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے لئے ماں کی خدمت ہی جہاد ہے۔ حدیث یہ ہے:۔

۲۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَدْتُّ اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ اَسْتَشِيْرُكَ فَقَالَ هَلْ لَّكَ مِنْ اُمٍّ

قَالَ نَعَمْ قَالَ فَالْزِمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

ترجمہ۔ معاویہ بن جاہمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ! مَیں اِس ارادہ پہ آیا ہوں کہ جہاد پر جانے کے لئے آپ سے مشورہ کروں حضورؐ نے فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے؟ اُس نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا جا کر اُس کی خدمت کرو۔ پس جنت اس کے پاؤں کے نزدیک ہے۔

۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَبَرُّ قَالَ اُمَّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبَاكَ۔ الادب المفرد ص۳ از امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہؐ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! مَیں کس کے ساتھ نیک سلوک کروں؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ عرض کیا پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ عرض کیا پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ عرض کیا پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا اپنے باپ کے ساتھ۔

۴۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ بَهْزِ ابْنِ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَبَرُّ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ مَنْ اَبَرُّ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ مَنْ اَبَرُّ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ مَنْ اَبَرُّ قَالَ اَبَاكَ ثُمَّ الْاَقْرَبَ فَالْاَقْرَبَ۔

(الادب المفرد از امام بخاریؒ ص۳)

ترجمہ۔ حکیمؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ کس کے ساتھ نیک سلوک کروں؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ پھر عرض کیا کس کے ساتھ نیک سلوک کروں؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ پھر عرض کیا کس کے ساتھ نیک سلوک کروں؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ پھر عرض کیا کس کے ساتھ نیک سلوک کروں؟ فرمایا اپنے باپ کے ساتھ پھر قریب سے قریب تر کے ساتھ۔

۵۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْكَ

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (بخاری و مسلم۔ ریاض الصالحین جلد اول صفحہ ۲۲۶ حدیث ۳۱۸)

ترجمہ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا پس کہا یا رسول اللہ! میری طرف سے حسن سلوک اور صحبت کا کون زیادہ حقدار اور مستحق ہے؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اُس نے عرض کیا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ عرض کیا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ عرض کیا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا تیرا باپ۔

۶۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنِّیْ خَطَبْتُ اِمْرَاَۃً فَاَبَتْ اَنْ تَنْكِحَنِیْ وَخَطَبَهَا غَيْرِیْ فَاَحَبَّتْ اَنْ تَنْكِحَهٗ فَغِرْتُ عَلَيْهَا فَقَتَلْتُهَا فَهَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ اُمُّكَ حَيَّةٌ قَالَ لَا قَالَ تُبْ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَتَقَرَّبْ اِلَيْهِ مَا اسْتَطَعْتَ فَسَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ لِمَ سَاَلْتَهٗ عَنْ حَيَاةِ اُمِّهٖ فَقَالَ اِنِّیْ لَا اَعْلَمُ عَمَلًا اَقْرَبُ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ بِرِّ الْوَالِدَةِ۔

(الادب المفرد از امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۳)

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص اُن کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ مَیں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا اُس نے انکار کر دیا اور ایک دوسرے آدمی نے پیغام دیا عورت نے اُس سے نکاح کرنا پسند کر لیا۔ مجھے بڑی غیرت آئی اور مَیں نے اُس عورت کو قتل کر دیا۔ کیا میرے لئے توبہ ممکن ہے؟ کہا کیا تیری ماں زندہ ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ کہا تو جا اللہ سے توبہ کر اور جس قدر ممکن ہو خدا کا قرب حاصل کر۔ اس پر مَیں گیا اور مَیں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ نے اس سے یہ کیوں پوچھا تھا کہ ماں زندہ ہے؟ کہا مَیں نہیں جانتا کہ ماں کے ساتھ نیک سلوک سے زیادہ اللہ سے قریب تر کرنیوالا کوئی دوسرا عمل ہو سکتا ہے۔

۷۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"پہلی حالت انسان کی نیک بختی کی یہ ہے کہ والدہ کی عزت کرے۔ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے لئے بسا اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمن کی طرف منہ کرکے کہا کرتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ آپؐ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی والدہ کی فرمانبرداری میں بہت مصروف رہتا ہے اور اسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آ سکتا۔ بظاہر یہ بات ایسی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں

مگر وہ اُن کی زیارت نہیں کر سکے صرف اپنی والدہ کی خدمت گزاری اور فرمانبرداری میں پوری مصروفیت کی وجہ سے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی آدمیوں کو السلام علیکم کی خصوصیت سے وصیت فرمائی۔ یا اویس قرنیؓ کو یا مسیح کو۔ یہ عجیب بات ہے جو دوسرے لوگوں کو ایک خصوصیت کے ساتھ نہیں ملی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جب حضرت عمرؓ ان کو ملنے گئے تو اویسؓ نے فرمایا کہ والدہ کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں اور میرے اونٹوں کو فرشتے چرایا کرتے ہیں۔ ایک تو یہ لوگ ہیں جنہوں نے والدہ کی خدمت میں اس قدر سعی کی اور پھر یہ قبولیت اور عزت پائی۔ ایک وہ ہیں جو پیسہ پیسہ کے لئے مقدمات کرتے ہیں اور والدہ کا نام ایسی بُری طرح لیتے ہیں کہ رذیل قومیں اور چوہڑے چمار بھی کم لیتے ہوں گے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۹۵، ۲۹۶)

والد کے احترام اور اطاعت کے متعلق آنحضرتؐ کے ارشادات

۱۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا اَتَاہُ فَقَالَ اِنَّ لِیْ اِمْرَأَۃً وَّ اُمِّیْ تَاْمُرُنِیْ بِطَلَاقِھَا؟ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ فَاِنْ شِئْتَ فَاَضِعْ ذٰلِکَ الْبَابَ اَوِ احْفَظْہُ۔ رَوَاہُ التِّرْمَذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

(ریاض الصالحین جلد اوّل صفحہ ۲۳۳، ۲۳۴۔ حدیث ۳۳۶)

ترجمہ۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی اُن کے پاس آیا اور کہا کہ میرے پاس ایک بیوی ہے اور میری ماں اُس کو طلاق دینے کا حکم دیتی ہے۔ حضرت ابوالدرداءؓ نے بیان کیا کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سُنا کہ آپؐ فرمارہے تھے کہ والد جنت کے دروازوں میں سے مضبوط ترین دروازہ ہے۔ سو اگر تم چاہو تو اس دروازہ کو ضائع کر دو اور اگر چاہو تو اس کی حفاظت کرو۔ امام ترمذیؒ نے اِس حدیث کو ذکر کیا اور اس کی تحسین کی اور اسے صحیح قرار دیا۔

۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رِضَی الرَّبِّ فِیْ رِضَی الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدِ۔ (الادب المفرد از امام بخاریؒ صفحہ ۳)

ترجمہ ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناخوشی باپ کی ناخوشی میں ہے

۳ - دُعَاءُ الْوَالِدِ لِوَلَدِہٖ کَدُعَاءِ النَّبِیِّ لِاُمَّتِہٖ (فردوس دیلمی کنوز الحقائق)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ باپ کی دُعا اپنے بیٹے کے حق میں ویسے ہی قبول ہوتی ہے جیسے پیغمبر کی دُعا اپنی اُمّت کے لئے۔

۴ - اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ - اَبُوْدَاؤُد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تُو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے بیان کی ہے۔

۵ - اَنَّ اَبَاھُرَيْرَةَ اَبْصَرَ رَجُلَيْنِ فَقَالَ لِاَحَدِھِمَا مَاھٰذَا مِنْكَ فَقَالَ اَبِیْ فَقَالَ لَا تُسَمِّهٖ بِاسْمِهٖ وَلَا تَمْشِ اَمَامَهٗ وَلَا تَجْلِسْ قَبْلَهٗ (الادب المفرد ص۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے دو اشخاص کو دیکھا اور پوچھا کہ یہ تمہارے کیا ہوتے ہیں۔ دونوں میں سے ایک نے جواب دیا کہ یہ میرے والد ہیں۔ اس پر ابوہریرہؓ نے کہا کہ ان کا نام نہ لے اور ان سے آگے نہ چل اور نہ ان سے پہلے بیٹھ۔

۶ - حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"باپ کی دُعا اپنی اولاد کے لئے منظور ہوتی ہے۔" (ملفوظات جلد نہم ص۲۴۳)

والدین کی اطاعت کے متعلق آنحضرتؐ کے ارشادات

۱ - عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلٰی وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه۔

ترجمہ ۔ ابوامامہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ والدین کا انکی اولاد پر کیا حق ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ جنّت ہیں اور تمہارا دوزخ ہیں۔ اگر ان کی خدمت کروگے تو خدا تعالیٰ راضی ہوگا اور تم کو جنّت میں داخل کرے گا اور اگر ان کی نافرمانی کروگے تو خدا تعالیٰ کو ناراض کرلوگے اور وہ تمہیں دوزخ میں داخل کرے گا۔

۲ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرؓ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ الْجِهَادَ فَقَالَ اَحَیٌّ وَالِدَاكَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ فَفِيْهِمَا

فَجَاهِدْ (الادب المفرد از امام بخاری ؒ ص۲ اور ریاض الصالحین جلد اوّل صفحہ ۲۲۸، ۲۲۹ حدیث ۲۳۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ کی خدمت میں ایک شخص جہاد کے لئے آیا۔ آپؐ نے فرمایا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ اُس نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا جاؤ اُن کی خدمت کرو، یہی جہاد ہے۔

۳۔ عَنْ سَهْلِ ابْنِ مَعَاذٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ طُوْبٰى لَهٗ زَادَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ عُمُرِهٖ۔ (الادب المفرد ص۲)

حضرت سہل بن معاذؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کیا اُسے خوشخبری ہو کہ اللہ تعالےٰ اُس کی عمر بڑھا دیتا ہے۔

۴۔ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُّسْتَجَابَاتٍ لَّهُنَّ لَا شَكَّ فِيْهِنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدَيْنِ عَلٰى وَلَدِهِمَا (الادب المفرد ص۵)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین دُعائیں وہ ہیں جن کی قبولیت میں کوئی شبہ نہیں۔ مظلوم کی دُعا، مسافر کی دُعا، والدین کی دُعا اپنی اولاد کے لئے۔

۵۔ وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ وَّلَدٍ بَارٍّ يَّنْظُرُ اِلٰى وَالِدَيْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَّبْرُوْرَةً۔

(مشکوٰۃ جلد چہارم باب البرّ والصلۃ ص۱۲۷)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی نیک فرزند ماں یا باپ کی طرف مہربانی کی نظر سے ہی دیکھے تو خدا تعالیٰ اُس کے ایک دفعہ مہربانی کی نظر سے دیکھنے سے ایک قبول شدہ حج کا ثواب اس کو دیتا ہے۔

۶۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ لَّهٗ وَالِدَانِ مُسْلِمَانِ يُصْبِحُ اِلَيْهِمَا مُحْتَسِبًا اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ بَابَيْنِ يَعْنِيْ مِنَ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدٌ وَاِنْ اَغْضَبَ اَحَدُهُمَا لَمْ يَرْضَ اللّٰهُ عَنْهُ حَتّٰى يَرْضٰى عَنْهُ قِيْلَ وَاِنْ ظَلَمَاهُ قَالَ وَاِنْ ظَلَمَاهُ (الادب المفرد از امام بخاری ص۳)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ انھوں نے کہا کسی مسلمان کے اگر باپ ماں ہیں اور وہ

صبح کو اُن کی خیریت دریافت کرے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے دو دروازے جنت کے کھول دیتا ہے۔ اگر والدین میں سے ایک ہی ہے تو ایک دروازہ۔ اور اگر اس نے والدین میں سے کسی کو ناراض کر دیا تو اللہ تعالیٰ اُس شخص سے اُس وقت تک راضی نہ ہو گا جب تک کہ وہ راضی نہ ہو جائیں۔ ابن عباس رضؓ سے کہا گیا کہ اگر باپ ماں ظلم کریں جب بھی؟ کہا ظلم کریں جب بھی۔

۷۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ بَکْرَۃَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ ثَلَاثًا قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰهِ وَ عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَ جَلَسَ وَ کَانَ مُتَّکِئًا اَلَا وَ قَوْلَ الزُّوْرِ مَا زَالَ یُکَرِّرُھَا حَتّٰی قُلْتُ لَیْتَهٗ سَکَتَ۔ (الادب المفرد از امام بخاری ص؎ متفق علیہ اور ریاض الصالحین جلد اوّل ص۲۳۶ حدیث ۲۳۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو نہ بتلاؤں کہ سب سے بڑھ کر تین کبیرہ گناہ کونسے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور والدین کی نافرمانی۔ اور آپؐ بیٹھ گئے اور تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ فرمایا جھوٹی بات کہنا۔ یہ الفاظ حضورؐ بار بار دُہراتے رہے یہاں تک کہ مَیں نے (دل میں) کہا کہ کاش آپؐ خاموش ہو جائیں۔

۸۔ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُلُّ الذُّنُوْبِ یَغْفِرُ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْهَا مَا شَاءَ اِلَّا عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ فَاِنَّهٗ یُعَجِّلُ لِصَاحِبِهٖ فِی الْحَیٰوۃِ قَبْلَ الْمَمَاتِ۔ (بیہقی اور مشکوٰۃ جلد چہارم باب الشَّفْقَۃِ وَالرَّحْمَۃِ عَلَی الْخَلْقِ ص۱۳۵)

حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام گناہ بخش دیتا ہے ان میں سے جو چاہتا ہے سوائے والدین کی نافرمانی کے۔ پس تحقیق جلدی سزا دیتا ہے اور والدین کی نافرمانی کرنے والوں کو دُنیا کی زندگی میں ہی مرنے سے پہلے سزا دیتا ہے۔

اِس حدیث کو بار بار پڑھو اور دوسروں کو سُناؤ اور خدا تعالیٰ کے عذاب سے ڈر کر والدین کی نافرمانی سے بچو۔

اگر خدانخواستہ تم نے یہ گناہ کیا یعنی والدین کی نافرمانی کی تو اِسی دُنیا میں ہی مرنے سے

پہلے پہلے جلدی اس کی سزا کا مزا چکھو گے اور آخرت میں بھی نافرمانی کی سزا دوزخ ہوگی۔ اس گناہ سے دونوں جہانوں کی زندگی تباہ ہوگی اس لئے ہرگز والدین کی نافرمانی کرکے اپنی دُنیا اور عاقبت کو خراب نہ کریں۔

۹۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْاَرْضِ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ اٰوٰى مُحْدِثًا۔

اُس پر اللہ کی لعنت جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا۔ اُس پر اللہ کی لعنت جس نے زمین کی حدبندی کا نشان چُرایا۔ لعنت اللہ کی اُس پر جس نے والدین پر لعنت کی۔ لعنت اللہ کی اُس پر جس نے دین میں کسی نئی بات کی پرورش کی۔

۱۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُهُ عَلَى الْهِجْرَةِ وَتَرَكَ اَبَوَيْهِ يَبْكِيَانِ فَقَالَ ارْجِعْ اِلَيْهِمَا وَاَضْحِكْهُمَا كَمَا اَبْكَيْتَهُمَا۔ (الادب المفرد از امام بخاریؒ صٓ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپؐ سے ہجرت پر بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوا اور اس نے اپنے والدین کو روتا ہوا چھوڑا تھا حضورؐ نے ارشاد فرمایا انکی طرف واپس جاؤ اور ان دونوں کو اسی طرح ہنساؤ جس طرح ان کو رُلایا ہے۔

۱۱۔ کونسا عمل خدا تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے:۔

عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: اَلصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا۔ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ۔ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ متفق عليه (بخاری ومسلم۔ ریاض الصالحین جلد اوّل صفحہ ۲۲۴، ۲۲۵ حدیث ۳۱۴)

حضرت ابی عبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اللہ ربّ العزّت کو سب سے محبوب کونسا عمل ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا نماز کا اس کے وقت میں پڑھنا۔ مَیں نے عرض کیا اِس کے بعد کونسا؟ آپؐ نے فرمایا والدین کے ساتھ بھلائی کرنا۔ مَیں نے عرض کیا اس کے بعد کونسا؟ آپؐ نے فرمایا اللہ

کی راہ میں جہاد کرنا۔

۱۲۔ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ قِیْلَ مَنْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَیْهِ عِنْدَ الْکِبَرِ اَوْ اَحَدَهُمَا وَلَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّةَ۔

(مسلم - از ابوہریرہؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خاک آلودہ ہوئی اس کی ناک۔ خاک آلودہوئی اس کی ناک۔ خاک آلودہوئی اس کی ناک۔ کہا گیا کون یا رسول اللہ؟ فرمایا جس نے اپنے والدین کو یا اُن دونوں میں سے ایک کو بڑھاپے میں پایا اور جنّت میں داخل نہ ہوا۔

۱۳۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

(ا) "جو شخص اپنے ماں باپ کی عزّت نہیں کرتا اور امورِ معروفہ میں جو خلافِ قرآن نہیں ہیں ان کی بات کو نہیں مانتا اور اُن کی تعہدِ خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔" (کشتی نوح صفحہ ۲۸)

(ب) "مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ مادر پدر آزاد کبھی خیر و برکت کا مُنہ نہیں دیکھیں گے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۶)

دُنیا کِس کے واسطے حلال ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"انسان دُنیا کے واسطے پیدا نہیں کیا گیا۔ دل پاک ہو اور ہر وقت یہ لَو اور تڑپ لگی ہوئی ہو کہ کسی طرح خدا خوش ہو جائے تو پھر دُنیا بھی اس کے واسطے حلال ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔"

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۲۶۱)

موجودہ وقت کا ایک اہم تقاضا جسے جماعت احمدیہ پورا کر رہی ہے

افریقہ میں عیسائیت کے خلاف زوردار جوابی حملہ اور اس کی عظیم الشان کامیابی

کراچی سے شائع ہونے والے مشہور انگریزی ماہنامہ "مسلم نیوز انٹرنیشنل" کے ایک گزشتہ شمارہ میں ایک درد مند مسلمان کا مضمون بعنوان "اسلام کی غلط نمائندگی" (Misrepresentation of Islam) شائع ہوا ہے۔ اس میں مضمون نگار نے اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ دوسرے مذاہب والے اور ان میں سے بھی علی الخصوص مغرب کے عیسائی محققین اسلام کو بدنام کرنے کی غرض سے اس کی لازوال و بے مثال تعلیم کو بہت بگاڑ کر پیش کرتے رہے ہیں جس کی وجہ سے مغربی ممالک اور ان کے زیرِ اقتدار افریقی ممالک میں اسلام کے خلاف غلط فہمیاں پھیلتی چلی گئیں۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا اور ہونا بھی چاہیئے تھا کہ جہاں مغرب کے عیسائی ممالک میں اسلام کے خلاف نفرت بڑھتی رہی وہاں افریقہ میں جس کے وسیع علاقے مغرب کی عیسائی طاقتوں کے زیرِ نگین تھے بد مذہب مشرک ہی نہیں بلکہ مسلمان بھی عیسائیت کے دامِ تزویر میں پھنسے بغیر نہ رہے۔ چنانچہ افریقی مسلمانوں کی ایک خاصی بڑی تعداد اسلام کو خیرباد کہہ کر عیسائیت کی حلقہ بگوش بن گئی۔ مضمون کے آخر میں مضمون نگار نے یورپ اور افریقہ میں اسلام کو اس کی صحیح شکل میں پیش کرنے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے لکھا ہے:-

"مغرب کے اہلِ قلم اور عیسائی پادری اسلام کے بہت سے عقائد کو عمداً مسخ کر کے اور انہیں ساری دنیا میں اور بالخصوص مغربی ممالک اور براعظم افریقہ میں پیش کر کر کے وہاں کے عوام کو اسلام سے بدظن کر رہے ہیں۔ بدقسمتی سے وہاں بہت سے مسلمان بھی اس جھوٹے پراپیگنڈے سے متاثر ہو کر اس کی طوفانی لہروں کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔ موجودہ وقت کی ایک اہم ضرورت یہ ہے کہ مسلمان خود مغربی زبانوں کو آلۂ کار بنا کے اِن مغربی محققین اور عیسائی پادریوں کے خلاف جوابی حملہ شروع کریں اور انہیں ناکام بنانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھیں۔ ایک

وقت تھا کہ افریقہ کا بر اعظم اسلامی تہذیب کا گہوارہ تھا لیکن فی زمانہ وہاں سامراجی طاقتوں نے مسلمانوں کی ثقافتی اقتدار کو ملیامیٹ کرنے میں غضب ڈھا رکھا ہے۔ وہاں کی مقامی زبانوں کی حیثیت کو یا تو بالکل ہی بدل دیا گیا ہے یا پھر اُن کے رسم الخط کو تبدیل کر دیا گیا ہے تاکہ نئی نسلیں اسلامی کتابوں کا سرے سے مطالعہ ہی نہ کر سکیں۔ جو بھی علم وہ حاصل کرتے ہیں مغربی ذرائع سے ہی حاصل کرتے ہیں۔ اِس طرح اسلام کی بگڑی ہوئی شکل ہی اُن کے سامنے آتی ہے۔ اِس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان نوجوان یا تو عیسائیت کی آغوش میں جا رہے ہیں یا پھر دہریت کی طرف مائل ہوتے جا رہے ہیں۔ تعلیمی اداروں پر عیسائی مشنریوں کا قبضہ ہے۔ وہ اِس مقصد کے پیشِ نظر ہی اِن اداروں کو چلا رہے ہیں کہ مسلمان نوجوانوں کی توجہ اسلام سے پھیر دی جائے۔ بہت سے افریقی ملکوں میں عیسائی اقلیت کے لیڈر جو مشنریوں کے تربیت یافتہ ہیں مسلمان اکثریت پر حکومت کر رہے ہیں۔ اسلام اور اس کی اقتدار کو بگاڑنے میں یہ لیڈر بھی کچھ اہم پارٹ ادا نہیں کر رہے۔

(مسلم نیوز بابت اپریل ۶۹ء صـ۳۲)

"مسلم نیوز" کے مقالہ نویس نے اسلامی عقائد کو مسخ کرنے اور اس طرح دنیا میں اسلام کو بدنام کرنے کے سلسلہ میں مغرب کے عیسائی محققین اور عیسائی پادریوں اور مشنریوں کی جن کاوشوں اور اُن کے نتیجہ میں رُونما ہونے والی جس صورتِ حال کا ذکر کیا ہے وہ بالکل درست ہے۔ نیز انہوں نے اِس صورتِ حال کا مقابلہ کرنے کے لئے جوابی جد و جہد بروئے کار لانے کی جس ضرورت کی طرف توجہ دلائی ہے وہ بھی اپنی جگہ بالکل برحق ہے۔ پھر اسلام کے لئے انہوں نے دردمندی کے جس جذبہ کا اظہار کیا ہے وہ بھی ہمارے نزدیک انتہائی قابلِ قدر ہے۔ موجودہ حالات میں جبکہ اسلام ایک نہایت نازک دَور میں سے گزر رہا ہے اور دیگر مذاہب کی مخالفانہ اور معاندانہ روش کی وجہ سے اُس کی حیثیت بتیس دانتوں میں زبان کی طرح ہے اسلام کا درد رکھنے والے ہر مسلمان کے یہی جذبات ہونے چاہئیں کہ اسلام کو ادیانِ باطلہ کے حملوں اور اُن کی معاندانہ چالوں سے محفوظ کر کے اور انکا ہر میدان میں کامیاب مقابلہ کر کے اسلام کو دُنیا میں سربلند کرنے کی منظم کوشش کی جائے لیکن صاحبِ مضمون کی نیک خواہش اور دینی جذبہ کا پورا پورا احترام کرنے کے ساتھ ساتھ ہم یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اسلام پر یہ نازک وقت آج نہیں آیا ہے بلکہ ایک صدی سے بھی زیادہ عرصہ سے اسلام

ایسے ہی نازک حالات سے دوچار چلا آرہا ہے بلکہ اب تو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے نتیجے میں حالات نے پلٹا کھانا شروع کر دیا ہے۔ آج سے قریباً ڈیڑھ صدی قبل اسلام اس نازک صورت حال سے اس لئے دوچار ہونا شروع ہوا تھا کہ دنیا کے مختلف علاقوں میں بودوباش رکھنے والے مسلمان خود دین سے غافل اور لاپرواہ ہو کر اسے دنیا میں پھیلانے اور سربلند کرنے کے فریضہ سے دستکش ہو بیٹھے تھے۔ اگرچہ اسلام کو دنیا سے مٹانے سے متعلق مغربی کلیسیا اور اس کے مشنری اداروں کی مہم جو ایک صدی سے بھی بہت پہلے شروع ہو چکی تھی لیکن مسلمانوں کی طرف سے وقت کے انتہائی اہم تقاضے اور ضرورت کے ایک خفیف سے احساس کے سوا اس تقاضا کو پورا کرنے کے سلسلہ میں کوئی منظم جدوجہد یا کوشش منصۂ شہود پر نہیں آئی۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آج سے ایک صدی قبل جبکہ خدمت اسلام سے مسلمانوں کی عالمگیر بے حسی اور غفلت اور اس کے بالمقابل مخالفِ اسلام طاقتوں کی معاندانہ جدوجہد اپنی انتہا کو پہنچ گئی تھی خدا تعالیٰ نے اپنے اس دین کو مخالفوں کے تابڑ توڑ حملوں سے بچانے اور اسے ازسرِ نو دنیا میں غالب کرنے کے سلسلہ میں آسمان سے کوئی سامان کیا یا نہیں؟ خدا نے سامان کیا اور ضرور کیا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ اگر وہ اپنے اس دین کو جسے اس نے اپنے محبوب ترین عبدِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں اس لئے قائم کیا تھا کہ بنی نوعِ انسان قیامت تک اس پر عمل پیرا رہ کر اس کے پیار اور محبت کے جلوے دیکھتے چلے جائیں دشمنوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیتا۔ مسلمانوں کی غفلت اور بے حسی کے نتیجہ میں یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ خدا بھی نعوذ باللہ اپنے اس آخری اور لازوال و بے مثال دین کو فراموش کر دیتا۔ اس نے آج سے اسّی سال پیشتر عین وقت پر دینِ اسلام کی نصرت کے لئے اپنے ایک بندے کو دنیا میں مبعوث فرمایا جس نے دنیا میں بانگِ دہل یہ اعلان کیا کہ:۔

"اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزازِ اسلام کے لئے ساری ذلّتیں قبول نہ کر لیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے، وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے اور یہی

وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے اور ضرور تھا کہ وہ اِس مہم عظیم کے روبراہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قائم کرتا۔ سو اُس حکیم و قدیر نے اِس عاجز کو اصلاحِ خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا۔" (فتح اسلام)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کا یہ پُرشکوہ اعلان جہاں اسلام کے دُنیا میں از سرِ نو غالب آنے کی بشارت پر مشتمل تھا وہاں ساتھ ہی اس میں تنبیہ اور یہ بھی کیا گیا تھا کہ اسلام کو دُنیا میں پھیلانے اور اسے غالب کرنے کے لئے محض تقاضائے وقت کا احساس کافی نہ ہوگا بلکہ اس کے لئے اِس حد تک محنت اور جانفشانی سے کام لینا ہوگا کہ ہمارے جگر خون ہو جائیں اور ہم اپنے سارے آراموں کو تج کر اور اعزازِ اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول کر کے اِس راہ میں اپنے اُوپر موت وارد کر لیں۔ اِس راہ میں پیش آنے والی تمام صعوبتوں کو برداشت کر کے اسلام کو دُنیا میں پھیلانے کی غرض سے ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے ذریعہ دُنیا میں جماعتِ احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ چنانچہ گزشتہ اسّی سال میں اِس جماعت نے سارے آراموں کو قربان کر کے، ہر قسم کی ذلتیں اُٹھا کر اور محنت اور جانفشانی سے اپنے جگر خون کر کے اسلام کے پیغام کو یورپ، امریکہ، افریقہ اور ایشیا کے مختلف ممالک میں اِس شان سے پہنچایا ہے اور ہر جگہ اور ہر مقام پر عیسائیت کا ایسا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے کہ اسلام کو مٹانا تو کجا خود عیسائیت کو اُلٹے لینے کے دینے پڑ گئے ہیں۔

آج اسلام اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اُس کے وعدوں کے عین مطابق جماعتِ احمدیہ کی مجاہدانہ کوششوں کے نتیجہ میں یورپ، امریکہ، جنوب مشرقی ایشیا اور افریقہ کے مختلف ممالک میں پھیل رہا ہے۔ جہاں یورپ کے ممالک میں سے انگلستان، ہالینڈ، مغربی جرمنی، سوئٹزرلینڈ، اسپین اور ڈنمارک وغیرہ ممالک میں احمدیہ مشن قائم ہیں اور وہاں چھ عالیشان مساجد اور مشن ہاؤس تعمیر ہو چکے ہیں وہاں مغربی افریقہ کے ممالک میں سے نائیجیریا، گھانا، سیرالیون، لائبیریا، ٹوگولینڈ، آئیوری کوسٹ اور گیمبیا میں نیز مشرقی افریقہ کے ممالک میں سے کینیا، یوگنڈا اور تنزانیہ میں نہ صرف یہ کہ نہایت مضبوط احمدیہ مشنوں کا قیام عمل میں آ چکا ہے اور سینکڑوں کی تعداد میں وہاں مساجد تعمیر ہو چکی ہیں بلکہ جماعت احمدیہ ہر میدان میں عیسائیت کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہی ہے۔ عیسائی مشنریوں نے افریقی مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی غرض سے

جو حربہ بھی اختیار کیا تھا جماعت نے اُس کے ہر حربہ کو ناکام بنانے میں اپنی بساط سے بڑھ کر کام کیا ہے اور برابر کر رہی ہے۔ انہوں نے تبلیغی مشنوں کے علاوہ میڈیکل مشن اور سکول قائم کر کے وہاں مسلمان نوجوانوں کو اسلام سے بدظن کرنے اور انہیں عیسائیت کا حلقہ بگوش بنانے کی جو مہم چلائی تھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ نے بھی مضبوط تبلیغی مشنوں کے قیام پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ باقاعدہ ڈسپنسریاں کھول کر اور وسیع پیمانہ پر اسلامی سکول اور مدارس قائم کر کے مسلمان بچوں اور نوجوانوں کو عیسائیت کے دامِ تزویر میں پھنسنے سے بچایا ہے اِس وقت جماعت احمدیہ نائیجیریا، گھانا اور سیرالیون میں ۷۶ سکول چلا رہی ہے۔ ان میں سے ۸ سیکنڈری سکول، ۱۱ مڈل سکول اور ۵۵ پرائمری سکول ہیں۔ مزید برآں ایک عربی مدرسہ ہے اور ایک مشنری ٹریننگ کالج ہے۔ اسی طرح ماریشس، یوگنڈا، تنزانیہ اور کینیا میں بھی متعدد سیکنڈری اور پرائمری سکولوں کا قیام عمل میں آ چکا ہے۔ پھر انگریزی، سواحیلی اور یوروبا زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کرنے کے علاوہ جماعت کے زیر اہتمام اِس وقت افریقہ میں چھ اسلامی اخبارات شائع ہو رہے ہیں۔ ان میں سے ایک سواحیلی زبان میں شائع ہوتا ہے اور باقی انگریزی میں۔ الغرض افریقہ میں بھی جماعت احمدیہ عیسائیت کا ہر میدان میں ڈٹ کر مقابلہ کر رہی ہے جس کے نتیجہ میں اسلام کو وہاں برابر سربلندی حاصل ہو رہی ہے۔ چنانچہ افریقہ میں عیسائیت کی ناکامی اور اسلام کی روز افزوں ترقی کا خود عیسائی پادری علی الاعلان اعتراف کر رہے ہیں۔ ان کے یہ اعتراف آئے دن یورپ اور امریکہ کے اخباروں میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔

اِس سے صاف عیاں ہے کہ "مسلم نیوز" کے مقالہ نویس نے اپنے مضمون میں یورپ اور افریقہ میں تبلیغ اسلام سے متعلق جس قسم کی جوابی جد و جہد کو موجودہ وقت کا اہم تقاضا قرار دیا ہے اُس تقاضا کو پورا کرنے کی جماعت احمدیہ کو سالہا سال سے توفیق ملتی چلی آ رہی ہے اور اُسے یہ توفیق ان خدائی بشارتوں اور وعدوں کے مطابق مل رہی ہے جن کا اعلان حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے آج سے اسّی سال قبل فرمایا تھا۔ چنانچہ آپؑ کے اِس اعلان کو حرف بحرف پورا ہوتے ایک دُنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے کہ:۔

"اور ضرور تھا کہ وہ (خدا تعالیٰ) اِس مہم عظیم کے رو براہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قائم کرتا۔ سو اُس حکیم و قدیر نے اِس عاجز کو اصلاحِ خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا۔" (فتح اسلام)

اسلام کو دنیا بھر میں غالب کرنے کی یہ مہم عظیم جسے دوسرے لوگ اب آکر وقت کا ایک اہم تقاضا قرار دے رہے ہیں خدائی وعدوں کے بموجب کبھی کی دوبراہ آکر دنیا میں ایک عظیم روحانی انقلاب برپا ہونے کی راہ ہموار کرتی چلی آرہی ہے۔ اس سے اب کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ اس مہم عظیم کو دوبراہ کرنے کی توفیق اسی جماعت کو ملی ہے جسے خدا تعالیٰ نے خاص اس غرض کے لئے خود قائم فرمایا ہے۔ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ؕ

حیاتِ طیبہ اور ابدی زندگی کا حصول

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیاتِ طیبہ اور ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرلے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اس کی روح بول اٹھے اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا خدا میں ہو کر نہیں مرتا، وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔ پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کی اصل غرض سمجھتا ہوں پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو اپنے لئے پسند کرتے ہیں اور خدا کے لئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں۔"

(الحکم ۳۱ر اگست ۱۹۰۰ء)

اھم مرکزی اعلانات

زعماء کرام مجالس انصاراللہ سے ضروری گزارش

اجتماع انصاراللہ کے مبارک ایام ربوہ میں گزارنے کے بعد آپ اپنے حلقہ میں واپس تشریف لیجا چکے ہیں یہاں سے آپ کام کے لئے ایک نیا عزم لیکر گئے ہیں۔ پس پہلے سے بہت زیادہ ہمت اور جوش اور مستعدی سے کام کریں۔ ہمارا مالی سال ۳۱ر فتح (دسمبر) کو ختم ہو رہا ہے۔ اس سے قبل سال رواں کے تمام چندے اور بقایا جات وصول ہو کر رقوم مرکز میں پہنچ جانی چاہئیں۔ اس کام کو جلد پایۂ تکمیل کو پہنچائیے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(قائد مال انصاراللہ مرکزیہ)

تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان اور اراکین مجالس انصاراللہ

جیسا کہ احباب جماعت کو معلوم ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۴ر اخاء کو تحریک جدید کے چھتیسویں سال کا اعلان فرما دیا ہے۔ چونکہ حضور ایدہ اللہ کی طرف سے سال گزشتہ سے تحریک جدید کی مالی قربانی کا معیار بلند تر کرنے کی ذمہ داری انصاراللہ پر بھی ڈالی گئی ہے اس لئے انصار بھائیوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے مقام پر وعدہ جات لینے میں عہدیداران جماعت کا ہاتھ بٹائیں اور خصوصاً اس رنگ میں بھی ہاتھ بٹائیں کہ صاحب حیثیت احباب کا جائزہ لیتے ہوئے انہیں وعدوں میں غیر معمولی اضافہ پیش کرنے کی تحریک فرمائیں۔ انہیں حضور ایدہ اللہ کا یہ ارشاد سنائیں کہ:-

"جو لوگ بشاشت سے خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں برکت ڈالتا ہے۔"

مجھے امید ہے انصار بھائیوں کے مشفقانہ وعظ و نصیحت سے مالی قربانی کا معیار انشاءاللہ بلند سے بلند تر ہو جائے گا بشرطیکہ وہ اپنے محبوب امام کے ارشاد کی تعمیل میں منظم جد و جہد فرمائیں۔

(قائد تحریک جدید مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ)

امتحان انصار اللہ سہ ماہی چہارم

تاریخ امتحان:- ۱۴-۲۱/ فتح ۱۳۴۸ ہش مطابق ۱۴/ دسمبر ۱۹۶۹ء بروز اتوار برائے ربوہ و بیرونجات۔
نصاب:- (۱) سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔
(۲) گھر سے نکلنے اور گھر میں داخل ہونے کی دعائیں۔
نوٹ:- یہ دعائیں مجلس انصار اللہ کے کتابچہ "ضروری ہدایات" میں درج کر دی گئی ہیں۔
(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

ضروری تصحیح

ماہنامہ انصار اللہ بابت ماہ تبوک (ستمبر) ۱۳۴۸ ہش میں "کھانے کے آداب کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ اور مبارک ارشاد" کے زیر عنوان مکرم مولانا غلام احمد صاحب فرخ کا مضمون شائع ہوا تھا۔ اس میں آپ نے امام ابن قیم کی کتاب "زاد المعاد فی ھدی خیر العباد" کے حوالہ سے ان غذاؤں کی تفصیل درج فرمائی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمائیں۔ رسالہ کے صفحہ ۲۷ پر بعض غذاؤں کی تفصیل درج کرتے ہوئے سہو کتابت سے ایک لفظ غلط لکھا گیا ہے۔ سطور ۳ و ۴ بعد تصحیح دوبارہ نقل کی جا رہی ہیں۔ احباب ان کے مطابق تصحیح فرمالیں۔

"آپ نے حلوہ اور شہد کھایا اور یہ دونوں چیزیں آپ کو پسند تھیں۔ آپ نے اونٹ، دنبہ، مرغی، سرخاب، جنگلی گدھا اور خرگوش کا گوشت کھایا۔"

(ادارہ)

خدا کی طرف صدق سے قدم اٹھانے والے کبھی ضائع نہیں کئے جاتے

ان کے لئے دو بہشت ہیں ایک اس دنیا میں ایک اگلے جہان میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

''سوچنا چاہیئے کہ انسان کے بدن پر جذام کا داغ نکل آتا ہے تو پھر کیسے کیسے خیالات اس کے دل میں اٹھتے ہیں اور کیسے دور دراز کے نتیجوں پر وہ پہنچتا ہے اور اپنی آنے والی حالت کا خیال کر کے وہ کیسا غمگین ہوتا ہے ۔ کبھی خیال کرتا ہے کہ شاید اب لوگ مجھ سے نفرت کرنے لگ جائیں گے اور میرے ساتھ بد سلوکی سے پیش آئیں گے ۔ اور کبھی سوچتا ہے کہ خدا جانے اب میں کیسی ابتر حالت میں ہو جاؤں گا اور کن کن دکھوں میں مبتلا ہوں گا ۔ لیکن افسوس کہ اس بات کا خیال تک بھی نہیں کیا جاتا کہ آخر مرنا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے اس وقت کیا حالت ہو گی ۔ یہ جذام تو ایسا ہے کہ مرنے کے بعد ہی اس سے خلاصی ہو جاتی ہے مگر وہ کوڑھ جو روح کو لگ جاتا ہے وہ تو ابد تک رہتا ہے ۔ کیا کبھی اس کا بھی فکر کیا ہے ۔

یاد رکھو جو خدا تعالی کی طرف صدق اور اخلاص سے قدم اٹھاتے ہیں وہ کبھی ضائع نہیں کئے جاتے ۔ ان کو دونوں جہان کی نعمتیں دی جاتی ہیں جیسے فرمایا اللہ تعالی نے ولمن خاف مقام ربہ جنتان ۔ اور یہ اس واسطے فرمایا کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ میری طرف آنے والے دنیا کھو بیٹھتے ہیں ۔ بلکہ ان کے لئے دو بہشت ہیں ، ایک بہشت تو اسی دنیا میں اور ایک جو آگے ہو گا ۔ دیکھو اتنے انبیاء گزرے ہیں کیا کسی نے اس دنیا میں ذلت اور خواری دیکھی ؟ سب کے سب اس دنیا میں سے کامیاب اور مظفر و منصور ہو کر گئے ہیں ۔ خدا تعالی نے ان کے دشمنوں کو تباہ کیا اور ان کو عزت اور جلال کے تخت پر جگہ دی ،،

(ملفوظات جلد دھم صفحہ ۷۷ ، ۷۸)

طابع نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا